عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ: ۱ جلد: ۱۸ محرم الحرام ۱۴۳۵ نومبر 2013

Email: khatmenubuwwat@ymail.com

مسلسل اشاعت کے ۵۲۴ سال

کالنبان سے مذاکرات .... تحفظ ناموس رسالت قانون

حضرت حسین رضی اللہ عنہ .... فضائل و مناقب

واقعہ کربلا .... ایک جائزہ

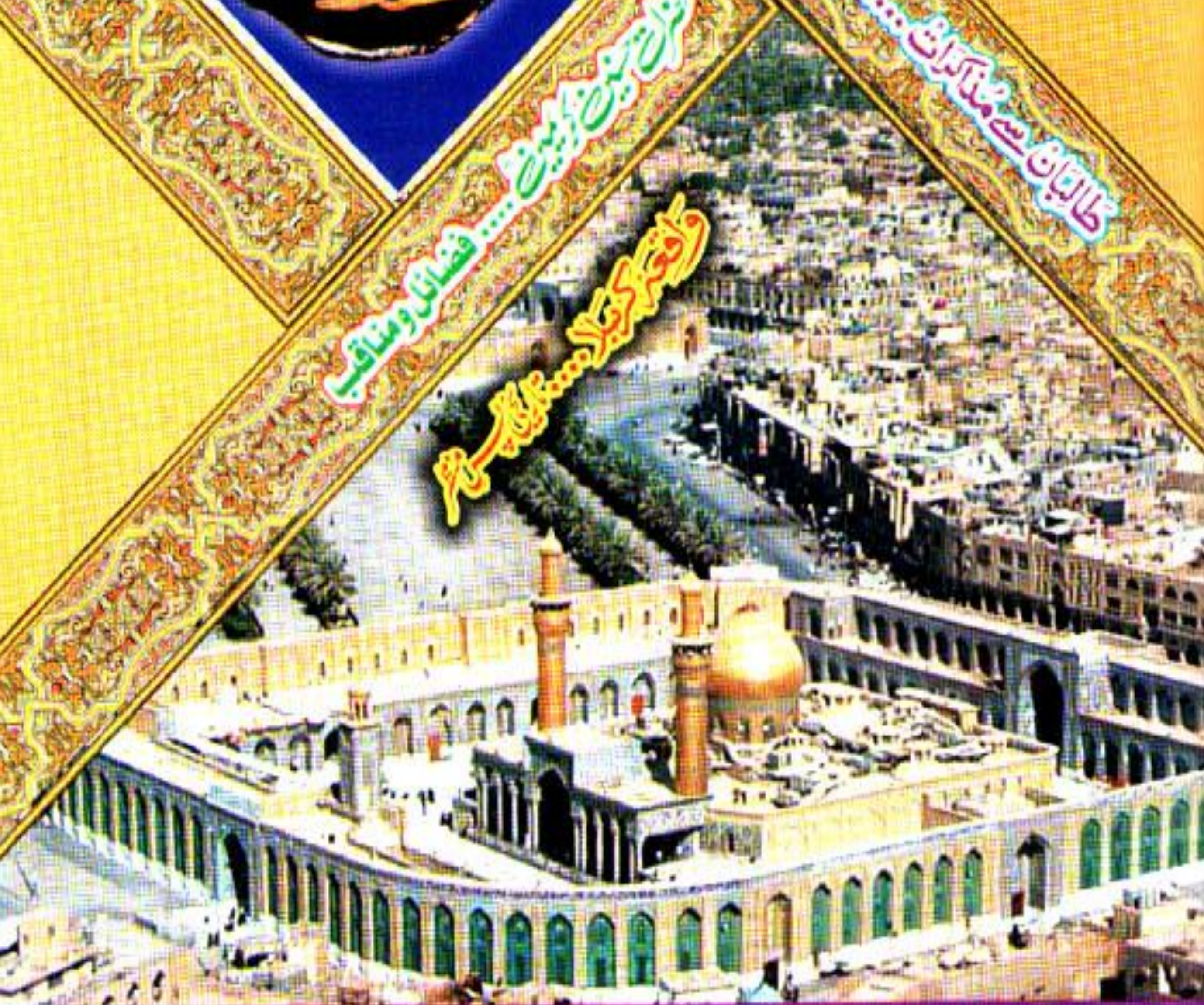

قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ

یہودیوں کا قبضہ .... ایک اور نشانی پوری ہو گئی

تحریک انصاف .... ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے

www.khatm-e-nubuwwat.com, www.lolaak.clickhere2.net, www.laulak.info

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ: ۱ ○ جلد: ۱۸

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب

زیر سرپرستی: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد

حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی

ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

مرتب: مولانا عزیز الرحمن ثانی

کمپوزنگ: یوسف ہارون

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ
صاحبزادہ طارق محمودؒ
مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
خواجۂ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلالپوریؒ

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا فقیر اللہ اختر	مولانا مفتی حفیظ الرحمن
مولانا عبدالرشید غازی	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا غلام حسین	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا غلام مصطفی	مولانا محمد حسین ناصر
چوہدری محمد اقبال	غلام مصطفی چوہدری ایڈووکیٹ
مولانا عبدالرزاق	مولانا محمد قاسم رحمانی

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-4783486

ناشر: عزیز احمد مطبع: تشکیل پرنٹرز ملتان مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم

طالبان سے مذاکرات ...... تحفظ ناموس رسالت قانون	مولانا اللہ وسایا	3

مقالات ومضامین

واقعہ کربلا ...... تاریخی پس منظر	مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ	6
موافقات عمرؓ	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	10
حضرات حسنین کریمینؓ ...... فضائل ومناقب	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	14
دنیا عارضی ...... انسان کا قیام بھی عارضی	مولانا محمد طارق	17
تحریک انصاف ...... بالآخر بلی تھیلے سے باہر آ گئی	جناب سید محمد زین العابدین	20
یہودیوں کا قبضہ ...... ایک اور نشانی پوری ہوگئی	جناب نعیم اختر	23
معارف خطبہ نکاح (قسط نمبر8)	مولانا محمد یوسف خان	26

شخصیات

مولانا محمد علی جالندھریؒ	حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ	28
حضرت مولانا اعجاز احمد اعظمی کی رحلت	جناب سید محمد زین العابدین	31
حضرت مولانا قاری رشید احمد نقشبندی کا وصال	جناب محمد عبدالرحمن جامی	33

رد قادیانیت

قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ	جناب محمد متین خالد	34
فتنہ قادیانیت اور اسلامی اصطلاحات	مولانا شاہ عالم گورکھپوری	39
قادیانیت کی مختصر تاریخ (قسط نمبر2)	جناب ارشد سراج الدین	44
احتساب قادیانیت جلد 51 کا مقدمہ	مولانا اللہ وسایا	47

متفرقات

خس کم جہاں پاک	جناب ڈاکٹر دین محمد فریدی	49
تبصرۂ کتب	ادارہ	50
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	53

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمۃ الیوم!

طالبان سے مذاکرات ...... تحفظ ناموس رسالتؐ قانون!

آج ۶؍اکتوبر ۲۰۱۳ء اور ۲۹؍ذیقعدہ ۱۴۳۴ھ ہے۔ نومبر ۲۰۱۳ء یعنی محرم ۱۴۳۵ھ کا پرچہ پریس بھیجنے کی تیاری ہورہی ہے۔ خیال تھا کہ ۲۴، ۲۵؍اکتوبر کو چناب نگر کی سالانہ ختم نبوت کانفرنس کے بعد محرم کا پرچہ تیار کریں گے۔ لیکن دوستوں کا اصرار بڑھا کہ اس سے پرچہ لیٹ ہوجائے گا۔ اس لئے اب کانفرنس سے قبل پرچہ پریس بھجوانے کا نظم کرنا پڑا۔

ماہ ستمبر میں اس سال دو اہم امر پاکستان میں پیش آئے۔ ایک تو یہ کہ حکومت اور اپوزیشن سمیت تمام وہ جماعتیں جن کی پارلیمنٹ میں نمائندگی ہے۔ ان سب کی مشترکہ سرکاری کانفرنس ہوئی جس میں بالاتفاق طے پایا کہ پاکستان میں پائیدار امن کے لئے طالبان کے ساتھ مذاکرات کئے جائیں۔

اس خبر کا پورے ملک میں ہر طبقہ خیال کے ہر شخص نے خیر مقدم کیا کہ اس سے پاکستان میں امن واستحکام قائم ہوگا۔ حکومت اور اپوزیشن کا ایک ایشو پر بیک زبان متفق ہوجانا ان قوتوں کے لئے بلائے ناگہانی ثابت ہوا جو پاکستان میں دہشت گردی، انتہاء پسندی، فرقہ پرستی، تخریب کاری کو ہوا دے رہی ہیں۔

وہ اتنے حواس باختہ ہوئے کہ:

۱...... ڈرون حملوں میں اضافہ ہوگیا۔

۲...... ادھر امریکہ کے صدر اوباما سے ملاقات میں بھارت کے وزیراعظم منموہن سنگھ نے پاکستان پر تخریب کاری ودہشت گردی کے الزامات لگائے۔

۳...... قبائل میں پہلے ایک اعلیٰ فوجی افسر کو بمع دیگر فوجیوں کے موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

۴...... ادھر پشاور میں چرچ پر حملہ ہوا۔ موقعہ پر موجود درجنوں مسیحی اور مسلمان اس حملہ میں جان کی بازی ہار گئے۔

۵...... اگلے مرحلہ میں پشاور سے چارسدہ سرکاری ملازمین کی بس میں بم پھٹا اور کئی اعلیٰ افسران موت کی نیند سلادیئے گئے۔

۶...... قصہ خوانی بازار پشاور میں بم پھٹا۔ یہ سب کچھ اس تیزی کے ساتھ ہوا کہ پورے پاکستان میں ہیجان کی کیفیت طاری ہوگئی۔

ہر خورد و کلاں نے یہی محسوس کیا کہ وہ طاقتیں جو پاکستان کو غیر مستحکم کرنے پر تلی ہوئی ہیں۔یعنی امریکہ وبھارت۔وہ کبھی طالبان کے ساتھ حکومت پاکستان کے مذاکرات نہیں ہونے دیں گے۔اس لئے کہ اگر پاکستان حکومت کے طالبان کے ساتھ مذاکرات کامیاب ہوجاتے ہیں تو طالبان کے نام پر بھارت اور امریکہ ایسی پاکستان دشمن قوتوں کو تخریبی کارروائیوں کے کرنے کا بہانہ ہاتھ سے جاتا رہے گا۔

امریکہ وبھارت کے ایجنٹ جو طالبان کے نام پر پاکستان کو آگ اور خون کے سمندر میں تبدیل کرنے کے درپے ہیں۔ان کا سارا بنا بنایا کھیل بگڑ جائے گا۔

چنانچہ ملکی اور غیر ملکی عوامل نے مذاکرات کی اے.پی.سی کی قرارداد پر عمل درآمد سے قبل ہی ایسے حالات پیدا کردیئے کہ سرے سے مذاکرات کی بساط ہی نہ بچھائی جاسکے۔محب وطن طالبان، آزاد قبائل کے عمائدین، حکومت واپوزیشن میں شامل تمام سیاسی ومذہبی قوتیں اپنی اپنی جگہ حیران وپریشان کہ یہ کیا سے کیا ہوگیا۔

ادھر پاکستان کے چیف آرمی کے مدت ملازمت ختم ہوا چاہتی ہے۔جو ملکی وغیر ملکی ایجنسیاں اپنے مفاد میں چاہتی ہیں کہ ان کی مدت ملازمت میں دوسری بار توسیع ہوجائے۔تاکہ افغانستان سے امریکی فوج کے انخلاء کا مرحلہ اس دوران میں مکمل ہوجائے۔وہ اس افراتفری کو اس تناظر سے جوآنے کے درپے ہیں۔

حکومتی ایجنسیوں نے ملک بھر کے جید علماء کو جمع کرکے طالبان سے مذاکرات کی اپیل کی۔طالبان نے اس کا مثبت جواب دیا۔ظاہر ہے کہ آزاد قبائل کے وہ عمائدین جن پر ڈرون حملے ہورہے ہیں۔جن کو خاک وخون میں تڑپایا جارہا ہے۔وہ طالبان جو محب وطن ہیں۔امریکہ اور امریکہ نواز شخصیات یا اداروں نے انہیں دھکیل کر انتہاء پسندی کے راستے پر لاکھڑا کیا۔وہ سب مذاکرات کے دل سے خواہش مند ہیں۔

حکومت اور اپوزیشن غرض پاکستان کے سیاستدان بھی اس امر کا ادراک رکھتے ہیں کہ انتہاء پسندی کے عوامل سے جان چھڑا کر ہی پاکستان میں امن وسکون کا دوردورہ ہوسکتا ہے۔وہ سب جانتے اور مانتے ہیں۔عوام بھی بے خبر نہیں کہ پاکستان کا امن واستحکام باہمی احترام اور اعتماد میں مضمر ہے۔وہ قریب ہونا چاہتے ہیں۔پاکستان دشمن قوتیں ان کو مذاکرات کی میز تک نہیں آنے دے رہیں۔

ان حالات میں حکومت کی بالغ نظری کا تقاضہ یہ ہے کہ وہ حکومتی سرکاری اے.پی.سی کے فیصلہ پر تمام اندرون وبیرون کے خدشات کو مسترد کرکے عمل درآمد کریں۔مذاکرات ہی واحد راستہ ہیں جس سے پاکستان میں استحکام ہوسکتا ہے۔طاقت کا استعمال مسائل کا حل نہیں۔دلوں کو جیتنا اور جانوں کو اکٹھا کرنا ہی پائیدار امن کے لئے شاہراہ مہیا کرسکتا ہے۔جتنا تاخیر سے یہ عمل شروع ہوگا اتنا مشکلات میں اضافہ ہوگا۔جتنی جلدی اس کار خیر کو شروع کریں اتنا دشمن کے ارادوں پر پانی پھرے گا۔خدا تعالیٰ ہم پاکستان کے باسیوں پر اپنے رحم وکرم کا معاملہ فرمائیں۔آمین!

دوسرا اہم امر یہ پیش آیا کہ پہلے اسلامی نظریاتی کونسل میں تجویز آئی کہ پاکستان میں تحفظ ناموس رسالت قانون پر نظرثانی کی جائے۔اس کی تردید وتائید کا مرحلہ جاری تھا کہ ایوان پارلیمنٹ میں تحریک انصاف کے ایک ممبر نے اس قانون کو ختم یا تبدیل کرنے پر زور دیا۔

اگلے روز ایک ممبرہ صاحبہ جو متذکرہ پارٹی سے تعلق رکھتی ہیں۔انہوں نے اپنا بھی ساز بجادیا۔پورے ملک میں احتجاج ہوا کہ قانون کا غلط استعمال قانون کے بدلنے کے لئے وجہ جواز نہیں بن سکتا۔ورنہ پورے قوانین بدلنے پڑیں گے۔اس لئے کہ کونسا قانون ہے جو آج تک غلط استعمال نہیں ہوا؟ یہ محض فریب اور ارادہ بد ہے۔اس روش کو ترک کرنا چاہئے۔

دراصل ان تمام آوازوں کے زیر زمین وہ قوتیں بول رہی ہیں جو اس قانون کو ختم کرانا چاہتی ہیں۔ تحریک انصاف کی جماعت اسلامی حلیف ہے۔لیکن اس نے چپ کا روزہ رکھا ہے۔دنیا جانتی ہے کہ جاوید ہاشمی بھی سید مودودی صاحب کے تربیت یافتہ ہیں۔یار لوگ بہت سارے تانے بانے ملا کر خوفناک نتائج نکال رہے ہیں۔ادھر یہ حالات تھے کہ ملتان میں ایک جلوس نکلا۔جاوید ہاشمی صاحب کے اس رویہ پر لعنت ملامت کی گئی۔جاوید ہاشمی صاحب کو بھی ادراک ہوگیا کہ اس سے معاملات بگڑ سکتے ہیں۔وہ بھاگم بھاگ اس جلوس میں آئے اور آتے ہی اپنے اس اقدام پر معافی مانگ لی۔

عوام نے مطالبہ کیا کہ پارلیمنٹ میں جہاں یہ آواز اٹھائی تھی۔وہاں معافی مانگیں۔اس کا بھی انہوں نے وعدہ کرلیا۔اسے اچھی خبر قرار دیا جاسکتا ہے۔

تحریک انصاف کی پالیسی کیا ہے؟ جماعت اسلامی کا اس پالیسی پر کیا ردعمل ہے۔وہ بھی واضح ہو۔جانے تک قیاس آرائیوں کو روکنا مشکل ہوگا۔

تاہم چلو انتظار کرو کی پالیسی پر عمل کرتے ہیں کہ حالات نے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کردینا ہے۔حق اور باطل کو مکس کرنا کبھی امر مستحسن نہیں رہا۔نہ پہلے نہ اب۔خدا کرے کہ یہ بات ان پارٹیوں کے سربراہان کو بھی سمجھ آجائے۔

دعائے صحت

ضلع خوشاب کے گاؤں ناڑی کے بزرگ عالم دین حضرت مولانا قاری علی محمد تلمیذ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ ایک عرصہ سے علیل ہیں۔قارئین لولاک سے دعا کی درخواست ہے۔حضرت مجلس تحفظ ختم نبوت کے پرانے خدمت گزار ہیں اور ایک عرصہ تک ختم نبوت کے پیغام کو عام کرنے کے لئے سرگرم عمل رہے۔

واقعہ کربلا ...... تاریخی پس منظر!

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ!

حضرت امیر معاویہؓ نے اپنے بعد حضرت امام حسنؓ کو خلافت کے لئے نامزد کیا تھا۔ ان کے بعض عمال نے یزید کو خلیفہ بنانے کی تجویز پیش کی۔ جس میں ان کو تردد تھا۔ مگر جب حضرت امام حسنؓ کی وفات ہوگئی تو یزید کے معاملہ میں حضرت امیر معاویہؓ کی توقعات اور ولی عہدی کے امکانات روشن ہوگئے۔ پدرانہ محبت وتعلق کی بناء پر حضرت معاویہؓ سے ایسا ہونا غیر طبعی اور غیر فطری بھی نہ تھا۔ انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے اثنائے گفتگو کہا کہ میں اس سے ڈرتا ہوں کہ رعیت کو اپنے بعد بھیڑ بکریوں کے اس ریوڑ کی طرح چھوڑ دوں جو بارش میں بھیگ رہی ہو اور اس کا کوئی راعی نہ ہو۔ یزید کی بیعت جس روز لی گئی اس کی عمر ۳۴ سال تھی۔

حضرت امیر معاویہؓ نے یزید کی بیعت کے لئے لوگوں کو سنہ ۴۹ ہجری میں بلایا۔ مسلمانوں نے اس کو عام طور ناپسند کیا اور سخت اختلاف کا اظہار کیا۔ کیونکہ لوگوں کو یزید کے مشاغل' شکار وتفریح سے شغف کا علم تھا۔ لوگوں نے یزید سے کہا کہ وہ اس کے لئے آگے نہ بڑھیں۔ کیونکہ اس سے اجتناب واحتیاط اس کے لئے سعی وکوشش کرنے سے بہتر ہے۔ یزید اس عام تاثر کو معلوم کر کے اس ارادہ اور اس کے لئے سعی کرنے سے باز رہا اور اپنے والد سے گفت وشنید کی اور دونوں اس کے ترک کرنے پر متفق ہوگئے۔

جب سنہ ۵۶ ہجری شروع ہوئی تو حضرت امیر معاویہؓ نے یزید کے لئے بیعت لینے کا انتظام شروع کیا اور لوگوں کو اس امر کی دعوت دی اور تمام ممالک میں اس کی اطلاع بھیج دی۔ سبھوں نے تمام ملک میں بیعت کرلی۔ سوائے حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت حسین بن علیؓ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے۔ حضرت امیر معاویہ عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ آئے۔ جب مکہ سے واپسی پر مدینہ طیبہ سے گزرے تو ایک تقریر کی۔ یہ لوگ منبر کے پاس موجود تھے۔ لوگوں نے یزید کی بیعت کرلی اور یہ حضرات بیٹھے رہے۔ نہ موافقت کی اور نہ مخالفت کی۔ کیونکہ اس سلسلہ میں خاصا ڈرایا دھمکایا گیا تھا۔ پس یزید کی بیعت سارے ملکوں میں تسلیم کرلی گئی اور تمام ملکوں سے یزید کے پاس وفود آنے لگے۔

حادثہ کربلا

حضرت امام حسینؓ نے یزید کی بیعت نہیں کی اور انکار بیعت پر مصر رہے۔ وہ اپنے جد امجد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شہر مدینہ طیبہ میں مقیم تھے۔ لیکن یزید کے کارندے' اس کے عمال نے ان کے انکار بیعت کو وہ اہمیت دی جو حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے انکار کو نہیں دی تھی۔ کیونکہ وہ حضرت امام حسینؓ کے مقام اور رسول اللہ a سے ان کا جو رشتہ اور نسبت تھی اس کی اہمیت وعظمت اور اس کے دوررس اثرات سے واقف تھے اور چونکہ ان کے عظیم المرتبت والد کی تاریخ سے یہ بات مربوط تھی اور حضرت امیر معاویہؓ کی حکومت میں جو واقعات پیش

آئے تھے وہ بھی ان کارندوں کے علم میں تھے۔مگر ان کی کوششوں کے باوجود حضرت امام حسینؓ نے جھکنا یا نرم پڑنا قبول نہیں فرمایا۔انہوں نے جو موقف اختیار فرمایا تھا وہ پوری بصیرت اور عزم وارادہ کے ساتھ اختیار کیا تھا۔اس سے وہ منحرف نہیں ہوئے۔

مکہ سے کوفہ کا قصد

حضرت امام حسینؓ نے مکہ سے عراق کی طرف اپنے خانوادہ کے افراد اور ساتھ لوگوں کی معیت میں جو کوفہ کے رہنے والے تھے کوفہ کا قصد کیا۔راستہ میں ان کو حضرت مسلمؒ کی شہادت جس طرح پیش آئی اس کی خبر ملی۔وہ بار بار انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتے رہے۔لوگوں نے کہا اب اللہ ہی آپ کا محافظ ہے۔فرمایا کہ ان کے بعد اب زندگی میں لذت بھی نہیں ہے۔جب حاجر پر پہنچے تو فرمایا کہ ہمارے گروہ والوں نے ہمیں چھوڑ دیا ہے۔آپ لوگوں میں سے جو شخص واپس جانا چاہے جا سکتا ہے۔اس پر کوئی اعتراض یا دارو گیر نہیں ہوگی۔چنانچہ لوگ ان کے ارد گرد سے ہٹنا شروع ہوئے۔یہ وہ اعراب تھے جو دائیں بائیں سے راستہ میں آکر مل گئے تھے اور آپ کے ساتھ وہی لوگ رہ گئے جو مکہ سے ساتھ تھے۔

اس مقام پر حضرت امام حسینؓ نے خطوط سے بھرے ہوئے دو تھیلے اٹھائے اور ان کو کھول کر پھیلا دیا۔کچھ حصے بڑھ کر سنائے۔حر نے کہا ہم وہ لوگ نہیں ہیں جنہوں نے آپ کو ان خطوط میں سے کوئی خط بھی لکھا ہو۔حر وہاں سے ٹل گئے اور اپنے ساتھیوں کے ہمراہ چلنے لگے۔کوفہ کے چند افراد حضرت امام حسینؓ کے پاس آئے۔ان سے آپ نے دریافت کیا کہ تمہاری پارٹی کے لوگوں کا کیا حال ہے؟۔اس پر مجمع بن عبداللہ العامری نے کہا سربرآوردہ قسم کے لوگ سب آپ کے خلاف جتھہ بنائے ہوئے ہیں۔لیکن ان کو بڑی بڑی رشوتیں مل چکی ہیں اور ان کی خواہشات پوری کی گئی ہیں۔وہ سب کے سب آپ کے خلاف برسرپیکار ہیں۔رہے عوام تو ان کے دل آپ کی جانب مائل ہیں۔مگر ان کی تلواریں کل آپ ہی کے خلاف اٹھیں گی۔

عبیداللہ بن زیاد نے عمر بن سعد کو بھیجا تو حضرت امام حسینؓ نے فرمایا کہ عمر! تین باتوں میں سے میرے لئے ایک بات مان لو۔یا تو مجھے چھوڑ دو جیسے آیا ہوں واپس جاؤں۔اگر اس سے انکار کرتے ہو تو مجھے یزید کے پاس لے چلو۔اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دوں۔وہ جو پسند کرے فیصلہ کرے اور اگر یہ بھی ناپسند ہو تو ترکوں کی طرف جانے دو۔تاکہ میں ان سے جہاد میں اپنی جان دوں۔اس نے یہ پیغام ابن زیاد تک پہنچایا اور اس نے چاہا کہ یزید کی طرف بھجوا دیں۔مگر شمر ذی الجوشن نے کہا کہ نہیں ان کو (حضرت حسینؓ) آپ کا حکم ماننا چاہئے۔یہ بات حضرت امام حسینؓ تک پہنچائی گئی۔آپ نے فرمایا نہیں یہ نہیں کروں گا۔عمر بن سعد نے آپ سے جنگ میں سستی کی۔ابن زیاد نے شمر ذی الجوشن کو بھیجا کہ اگر عمر آگے بڑھیں تو جنگ میں شریک ہو۔ورنہ اس کو قتل کر دے اور اس کی جگہ لے لے۔میں نے تجھ کو والی بنایا۔عمر کے ساتھ قریباً ۳۰ آدمی اہل کوفہ کے بڑے آدمیوں میں سے تھے۔انہوں نے کہا کہ نواسہ رسول a تین باتیں پیش کر رہے ہیں۔تم اس میں سے کچھ بھی قبول نہیں کرتے؟۔یہ سب لوگ حضرت امام حسینؓ کی جماعت میں آگئے اور ان کی معیت میں جنگ کی۔

حضرت امام حسینؓ کربلا میں

ابن زیاد نے عمر بن سعد کو حکم دیا کہ حضرت امام حسینؓ اور ان کے ساتھیوں کو پانی سے روک دیا جائے۔ حضرت امام حسینؓ اور ان کے ساتھی سب تلواریں حمائل کیے ہوئے تھے۔ حضرت امام حسینؓ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ پانی لیں اور اپنے گھوڑوں کو پلائیں اور دشمنوں کے گھوڑوں کو بھی۔ حضرت امام حسینؓ نے ظہر کی نماز ادا کی۔

عمر بن سعد نے شمر ذی الجوشن کو پیدل فوجوں میں رکھا اور وہ لوگ حضرت امام حسینؓ اور اصحاب حسینؓ کی طرف جمعرات کے دن نویں محرم کی شام کو پہنچے اور پیدل وسوار دونوں نے گھیراؤ کر لیا۔ اس موقع پر حضرت امام حسینؓ نے اس رات اپنے اہل خاندان کو وصیت کی اور اپنے ساتھیوں کے سامنے تقریر کی اور ان کو اختیار دیا کہ جہاں چاہیں چلے جائیں اور فرمایا کہ دشمنوں کا ہدف تنہا میں ہوں۔ ان کے بھائیوں' صاحبزادوں اور بھائیوں کے صاحبزادوں نے کہا کہ آپ کے بعد ہماری زندگی بے کار ہے۔ اللہ ہم کو آپ کے سلسلہ میں وہ نہ دکھائے جسے ہم پسند نہیں کرتے۔ حضرت عقیلؓ بن ابی طالب کے صاحبزادوں نے کہا کہ ہماری جانیں' ہمارے مال اور ہمارے اہل وعیال سب آپ پر فدا۔ جو انجام آپ کا ہوگا وہ ہمارا ہوگا اور آپ کے بعد زندہ رہنے پر تف ہے۔

جمعہ کے دن صبح کی نماز حضرت امام حسینؓ نے ادا کی۔ (بعض روایتوں میں ہے کہ ہفتہ کا دن تھا) اور یہ عاشورہ کا دن تھا۔ آپ کے ساتھیوں میں ۳۲ سوار اور ۴۰ پیادہ تھے۔ حضرت امام حسینؓ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور قرآن کریم اپنے سامنے رکھا اور آپ کے صاحبزادے علی بن حسینؓ (زین العابدین) جو بیمار اور کمزور تھے وہ بھی جنگ کے لئے تیار ہوئے۔ حضرت امام حسینؓ لوگوں کو یاد دلانے لگے کہ وہ کون ہیں۔ کس کے نواسے اور بیٹے ہیں اور ان کی کیا حیثیت اور مقام ہے؟۔ وہ فرماتے تھے کہ لوگو! اپنے دلوں کو ٹٹولو اور اپنے ضمیر سے پوچھو! کیا مجھ جیسے شخص سے جنگ کرنا جبکہ میں تمہارے نبی a کا نواسہ ہوں' درست ہے؟۔ حر بن یزید الریاحی آپ سے آکر مل گئے اور اپنے گھوڑے پر یزیدی فوج کے سامنے آگئے اور جنگ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ شہید ہوگئے۔

اس اثناء میں شمر کھڑا ہوا اور آگے بڑھا اور حضرت امام حسینؓ کے رفقاء پر حملے کرنا شروع کئے اور آپ کے ساتھی تنہا دو دو آپ کے سامنے جنگ کرتے رہے اور آپ کے لئے دعا کرتے رہے۔ آپ فرماتے جزاکم اللہ احسن جزاء المتقین! وہ لوگ آپ کے سامنے جنگ کرکے ختم ہوگئے اور حضرت علیؓ بن ابی طالب کے فرزندوں اور حضرت امام حسینؓ کے بھائیوں میں سے بہت سے لوگ شہید ہوگئے۔

شمر ذی الجوشن نے آواز دی کہ اب (حضرت) حسینؓ کا کام تمام کرنے میں کیا انتظار ہے؟۔ چنانچہ آپ کی طرف زرعہ بن شریک التمیمی بڑھا اور آپ کے شانہ مبارک پر وار کیا۔ پھر سنان بن انس بن عمرو النخعی نے نیزہ چلایا اور گھوڑے سے اتر کر سر مبارک تن سے جدا کردیا اور اس کو خولی کی طرف پھینکا۔ ابو مخنف کا بیان ہے کہ حضرت امام حسینؓ کی شہادت کے بعد ان کے جسم اطہر کو دیکھا تو اس پر ۳۳ نشان نیزوں کے اور ۳۴ نشانات دوسری ضربوں کے آئے۔

حضرت امام حسین بن علیؓ کے ساتھ ۷۲ آدمی شہید ہوئے اور محمد بن حنفیہ کا بیان ہے کہ آپ کے ساتھ سترہ افراد شہید ہوئے۔ وہ سب حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کی اولاد سے تھے۔ حضرت امام حسینؓ جس روز شہید ہوئے وہ

یوم عاشورہ جمعہ کا دن محرم کا مہینہ سنہ ۶۱ ہجری تھا۔ آپ کی عمر مبارک چون سال (۵۴) ساڑھے چھ ماہ تھی۔

ہشام کا بیان ہے کہ جب حضرت امام حسینؓ کا سر مبارک آیا تو یزید بن معاویہؓ کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں اور اس نے اپنے لوگوں سے کہا کہ اگر تم حسینؓ کو قتل نہ کرتے جب بھی میں تم سے کچھ نہ کہتا۔ اللہ ابن سمیہ پر لعنت بھیجے۔ بخدا اگر میں وہاں ہوتا تو معاف کر دیتا۔ معاویہؓ بن ابوسفیانؓ کے ایک آزاد شدہ غلام نے بیان کیا کہ جب یزید کے سامنے حضرت حسینؓ کا سر لا کر رکھا گیا تو میں نے اس کو روتے دیکھا۔ اس نے کہا ابن زیاد اور حسینؓ کے درمیان کوئی رشتہ ہوتا تو وہ ایسا نہ کرتا۔

یزید کے سامنے رفقائے حضرت امام حسینؓ میں سے جو لوگ بچے تھے وہ لائے گئے تو پہلے اس نے بدزبانی کی۔ پھر بہت نرمی کا معاملہ کیا اور اپنے گھر والوں کے پاس بھیج دیا۔ بعد میں ان کو سامان سفر دے کر مدینہ عزت کے ساتھ روانہ کر دیا۔ کوئی روایت اس طرح کی نہیں کہ اس نے ابن زیاد کو ملامت کی ہو یا سزا دی ہو یا معزول کیا ہو۔ اس کے مخالف بھی کچھ روایتیں ہیں جن میں یزید کی خوشی اور مسرت کا اظہار اور شماتت بیان ہے جو کسی مسلمان کے لائق نہیں۔

ختم نبوت کانفرنس پشاور

۷ رستمبر ۱۹۷۴ء کے فیصلہ کی یاد میں ہر سال سالانہ ختم نبوت ۷ رستمبر کو پشاور میں منعقد ہوتی ہے۔ امسال حضرت مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی دامت برکاتہم کی زیر قیادت پشاور کی جماعتی قیادت نے بھرپور اہتمام کیا۔ عشاء کے بعد سے رات گئے تک قصہ خوانی بازار میں ہزاروں کرسیوں پر براجمان عوام کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر اس کانفرنس کے مدوجزر سے مستفیض ہوا۔ کانفرنس کی صدارت خانقاہ سراجیہ کے سجادہ نشین مولانا صاحبزادہ خلیل احمد صاحب نے فرمائی۔ مہمان خصوصی پیر طریقت حضرت مولانا عبدالغفور صاحب ٹیکسلا تھے۔ خطباء میں مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا محمد طیب فاروقی، مولانا مفتی کفایت اللہ اور مولانا اللہ وسایا شامل تھے۔ رات گئے عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔

ختم نبوت کانفرنس پچند

عظیم الشان سالانہ ختم نبوت کانفرنس پچند میں ۱۵ رستمبر کو منعقد ہوئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تلہ گنگ کے امیر حضرت مولانا عبیدالرحمٰن انور کی قیادت میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بزم شیخ الہند اور دیگر تمام مسلکی جماعتوں نے کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے بھرپور کردار ادا کیا۔ سینکڑوں بسوں، ویگنوں، گاڑیوں، کوچوں کے ذریعہ ضلع بھر کے ہر قصبہ و دیہات، شہر و قریہ سے کانفرنس میں شرکت کی حد نگاہ تک اجتماع ہی اجتماع تھا۔ حضرت مولانا صاحبزادہ خلیل احمد صاحب نے صدارت فرمائی۔ عالمی مجلس کے نائب امیر مولانا صاحبزادہ عزیز احمد صاحب مہمان خصوصی تھے۔ مولانا اسامہ رضوان، مولانا محمد الیاس گھمن، مولانا اللہ وسایا اور دیگر حضرات کے بیانات ہوئے۔ ضلع بھر کے مذہبی و سیاسی قائدین نے اجلاس میں شرکت کی۔ کانفرنس کی استقبالیہ نے مہمانان گرامی کا بھرپور استقبال کیا۔ کانفرنس کیا تھی گویا عید کا سماں تھا جو چہار جانب خوشیوں کی خوشبو بکھیر رہا تھا۔

موافقات عمر b!

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی!

سیدنا فاروق اعظمؓ وہ الہامی شخصیت کے مالک تھے جو کچھ سوچتے تھے وہی ہو جاتا تھا۔

نماز کے لئے اذان

رحمت عالم a ہجرت فرمائے مدینہ منورہ ہوئے تو صحابہ کرام سے نماز کے لئے دعوت دینے کے طریقہ کار پر مشاورت ہوئی۔ پہلے خیال آیا کہ بگل بجا کر مسلمانوں کو نماز کے لئے بلایا جائے۔ لیکن یہ یہودیوں کا طریقہ تھا۔ حضور a نے اسے پسند نہ فرمایا۔ دوسرا طریقہ ناقوس بجا کر نماز کا اعلان کیا جائے۔ چنانچہ ناقوس کے لئے حضرت فاروق اعظمؓ کی ڈیوٹی لگائی گئی۔ حضرت فاروق اعظمؓ گھر میں آرام فرما رہے تھے کہ کسی نے خواب میں آکر کہا کہ ناقوس نہ بجاؤ بلکہ نماز کے لئے اذان دو۔ صبح حضور a کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تاکہ رات کو خواب بیان کریں۔ لیکن اس سے پہلے وحی نازل ہو چکی تھی۔ چنانچہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن زید حضور a کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ آج رات میں نے ایک خواب دیکھا کہ ایک سبز پوش ہاتھ میں ناقوس لئے میرے پاس پہنچا میں نے اس سے کہا اے اللہ کے بندے یہ ناقوس بیچے گا؟ اس نے کہا کہ تم اس کو کیا کرو گے۔ میں نے جواب دیا نماز کے لئے اعلان کریں گے۔ اس نے کہا کہ اگر میں اس سے اچھی چیز بتلادوں یہ کہہ کر حضرت عبداللہ بن زید نے اذان سنائی۔ حضور a نے حضرت بلالؓ کو اذان کا حکم دیا۔ حضرت عمرؓ رحمت عالم a کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ اے اللہ کے نبی قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ میں نے بھی خواب دیکھا تھا۔

غزوہ بدر کے قیدیوں کے متعلق

غزوہ بدر میں قریش کے ستر عمائدین مارے گئے اور ستر گرفتار ہوئے جو اکثر و بیشتر قریش کے اعیان واکابر تھے۔ رحمت عالم a نے صحابہ کرام سے مشورہ لیا کہ ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے رائے پیش کی کہ ان سے فدیہ لے کر انہیں رہا کر دیا جائے۔ جب کہ سیدنا فاروق اعظمؓ نے فرمایا۔ یارسول اللہ یہ اللہ کے دشمن ہیں اور انہوں نے حضور a کو جھٹلایا۔ آپ سے لڑے اور آپ کو مکہ سے نکال دیا۔ ان کی گردنیں اڑا دیجئے۔ یہ گمراہی کے سردار اور کفر کے امام ہیں۔ ان کے قتل سے اسلام کو سربلندی نصیب ہوگی اور کفر کو ذلت ورسوائی۔ سرور دو عالم a نے حضرت صدیق اکبرؓ کی رائے گرامی کو پسند فرمایا اور فدیہ کا فیصلہ فرمایا۔ لیکن اللہ پاک نے حضرت فاروق اعظمؓ کی رائے گرامی کو پسند فرمایا اور ارشاد فرمایا: ”ما كان لنبي ان يكون له اسرىٰ حتىٰ يثخن في الارض تريدون عرض الدنيا والله يريد الآخرة والله عزيز حكيم (الانفال:٦٧)“ ﴿نبی

کریم a کے شایان شان نہیں کہ ان کے پاس قیدی آئیں۔ یہاں تک کہ انہیں قتل نہ کرے۔ تم لوگ دنیا کا ساز وسامان چاہتے ہو۔ جب کہ اللہ تعالیٰ آخرت چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والا ہے۔﴾

رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کا جنازہ

عبداللہ بن ابی بن سلول رئیس المنافقین تھا۔ اسلام اور اہل اسلام کی عداوت میں کوئی وقت ہاتھ سے نہیں جانے دیتا تھا۔ جب مرا تو رحمت عالم a نے اس کی نماز جنازہ پڑھانی چاہی تو حضرت فاروق اعظمؓ نے اس کی اسلام اور اہل اسلام سے بغض وعداوت کا ذکر کر کے جنازہ نہ پڑھانے کی درخواست کی۔ اس پر حکم خداوندی نازل ہوا۔ ''استغفرلهم او لا تستغفرلهم ان تستغفرلهم سبعين مرة فلن يغفرالله لهم'' ﴿اے رسول a آپ ان کے لئے مغفرت طلب کریں یا نہ کریں۔ اگر آپ ستر مرتبہ طلب مغفرت کریں تو اللہ ان کی بھی مغفرت نہ فرمائے گا۔﴾ اس پر رحمت عالم a نے ارشاد فرمایا۔ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ ستر بار سے زیادہ مغفرت چاہنے پر اس کی بخشش ہو جائے گی تو میں اس سے زیادہ اس کے لئے طلب مغفرت کروں گا۔ اس کے بعد اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس کی میت کے ساتھ تشریف لے گئے اور اس کی تجہیز وتکفین میں شریک ہوئے۔ اس کے بعد حکم خداوندی نازل ہوا۔ ''ولا تصل علىٰ احد منهم مات ابداً ولا تقم علىٰ قبره (التوبه:۸٤)'' فرمایا کہ ان منافقین میں سے کوئی مر جائے تو اس کی نماز جنازہ نہ پڑھو اور نہ ہی اس کی قبر پر کھڑے ہو۔

شراب کی ممانعت سے متعلق

رحمت عالم a کی تشریف آوری سے قبل اور بعد میں اہل عرب کی گھٹی میں شراب پڑی ہوتی تھی۔ حضرت عمر بن خطابؓ نے محسوس کیا کہ شراب ہیجان پیدا کرتی ہے۔ شراب پینے کے بعد لوگ ایک دوسرے کی بدخوئی کرتے ہیں۔ یہودی اور منافقین ایسے مواقع پر اوس وخراج کو آپس میں لڑانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس پر حضرت فاروق اعظمؓ نے بارگاہ خداوندی میں درخواست کی۔ ''اے اللہ ہمیں شراب کے متعلق کچھ بتلا دیجئے۔''

اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: ''يسئلونك عن الخمر والميسر قل فيهما اثم كبير ومنافع للناس واثمهما اكبر من نفعهما (البقره:۲۱۹)'' یعنی لوگ آپ نے شراب اور جوئے کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ ان دونوں چیزوں میں بڑا نقصان ہے اور لوگوں کے کچھ فائدے بھی ہیں۔ مگر ان کے نقصانات فوائد سے بڑھ کر ہیں۔ چونکہ اس آیت میں شراب کی ممانعت نہیں تھی اس لئے بعض حضرات اب بھی پیتے تھے۔ اس پر حضرت فاروق اعظمؓ نے پھر عرض کی کہ اے اللہ! شراب کے متعلق ہمیں ہدایت دے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ''يايها الذين آمنوا لاتقربوا الصلوٰة وانتم سكريٰ حتىٰ تعلموا ما تقولون (النساء:٤٣)''

تو اس آیت میں نماز کے اوقات میں شراب کی ممانعت کر دی گئی۔ اس آیت کے نزول کے بعد اگرچہ شراب نوشی کم ہو گئی۔ لیکن بالکل ختم نہ ہوتی۔ حتیٰ کہ نشے کی حالت میں دو صحابی آپس میں لڑ پڑے۔ اس پر پھر آپؓ نے بارگاہ ایزدی میں درخواست کی۔ ''اے اللہ ہمیں شراب کے متعلق مفصل ہدایت دے کہ یہ عقل اور مال دونوں کی

دشمن ہے۔اس پر یہ وحی نازل ہوئی۔’’یا ایھا الذین آمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون (المائدہ:۹۱،۹۰)‘‘جس میں شراب کی مکمل حرمت اور ممانعت فرمادی گئی۔

پردہ کے حکم کا نزول

ابتدائے اسلام میں پردہ کا حکم نازل نہیں ہوا تھا تو حضرت عمرؓ کو ازواج مطہرات کا بغیر پردہ نکلنا شاق گذرا اور رحمت عالم a سے عرض کیا کہ آپ کے پاس اچھے برے ہر قسم کے لوگ آتے ہیں۔بہتر ہے کہ آپ ازواج مطہرات کو پردے کا فرمادیں۔اس پر آیت حجاب نازل ہوئی۔’’یاایھا النبی قل لا زواجک وبناتک ونساء المومنین یدنین علیھن من جلا بیبھن ذالک ادنیٰ ان یعرفن (الاحزاب:۵۹)‘‘

مقام ابراہیم پر نماز پڑھنے کے متعلق

حضرت عمر بن خطابؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ہم مقام ابراہیم پر نماز پڑھیں تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی:
’’واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّی‘‘جس میں مقام ابراہیم پر نماز پڑھنے کا حکم ملا۔

واقعہ افک میں آپ کی رائے کے مطابق قرآن کا نزول

غزوۂ بنی المطلق سے واپسی پر جب ام المومنین حضرت عائشہؓ پر منافقین نے الزام لگایا جس پر کچھ کمزور مسلمان بھی ان کے ساتھ ہو گئے۔سرورِ دو عالم a نے صحابہ کرام سے مشاورت طلب کی تو حضرت عمر بن خطاب نے عرض کیا۔یارسول اللہ ام المومنین کے ساتھ آپ کا نکاح کس نے کیا۔تو فرمایا رحمت عالم a نے ،اللہ تعالیٰ نے۔ عرض کیا اللہ پاک ہیں وہ آپ کو ناپاک بیوی کیسے دے سکتے ہیں۔’’سبحانک ھذا بھتان عظیم‘‘تو اللہ پاک نے سورۃ نور میں ام المومنینؓ کی صفائی بیان کرتے ہوئے۔سبحانک ہذا بہتان عظیم آیت کا حصہ بنا کر نازل فرمائی۔

ابتدائے اسلام میں رمضان المبارک کی راتوں میں مجامعت سے متعلق

ابتدائے اسلام میں جب رمضان المبارک کے روزے فرض ہوئے تو راتوں کو بیویوں کے ساتھ مجامعت کی اجازت نہ تھی۔حضرت فاروق اعظمؓ نے کرلی تو پریشانی ہوئی تو اللہ پاک نے اجازت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔
’’احل لکم لیلۃ الصیام الرفث الیٰ نساء کم (البقرہ:۱۸۷)‘‘

من کان عدواً لجبریل

ابن ابی حاتم نے عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ سے روایت ذکر کی ہے کہ ایک یہودی حضرت عمرؓ کو ملا اور کہا کہ تمہارے پیغمبر a جس جبریل کا بار بار تذکرہ کرتے ہیں وہ تو ہمارا دشمن ہے۔اس پر حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا۔’’من کان عدواً للہ وملائکتہ وجبریل ومیکال فان اللہ عدو للکافرین‘‘تو حضرت عمرؓ کے اس جواب کو اللہ پاک نے قرآن کریم کی آیت کی صورت میں نازل فرمایا۔

فلا وربك لا يؤمنون حتیٰ يحكموك

ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے ابوالاسود سے نقل کیا ہے کہ دو آدمی حضور a کی خدمت میں ایک کیس لے کر آئے۔ ان میں ایک یہودی اور دوسرا منافق تھا۔ (جو بظاہر مسلمان کہلاتا تھا) رحمت عالم a نے یہودی کے حق میں فیصلہ دیا تو منافق نے کہا کہ حضرت عمر کے پاس چلتے ہیں۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کے پاس دونوں حاضر ہوئے تو یہودی نے حضور a کے فیصلہ کا تذکرہ کیا کہ حضور a نے میرے حق میں فیصلہ فرمایا ہے۔ آپ نے منافق سے پوچھا کہ یہ صحیح ہے تو اس نے ہاں میں جواب دیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تم دونوں ٹھہرو میں ابھی آتا ہوں تو آپ اپنے گھر سے تلوار لے کر آئے اور منافق کا سر قلم کر دیا۔ یہ کیس حضور a کی خدمت میں پہنچا۔ آپ نے فرمایا عمر ایسے نہیں کرسکتا کہ کسی مسلمان کو قتل کرے تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ’’فلا ربك لا يومنون حتیٰ يحكموك فيما شجر بينهم (البقرہ:۱۲۵)‘‘ تو رحمت عالم a نے منافق کا خون ضائع قرار دیا اور حضرت عمرؓ کو بری قرار دیا۔ مذکورہ بالا واقعات کے علاوہ بھی کئی ایک مقامات میں آپ کی رائے کے مطابق قرآن پاک کے نزول کو امام جلال الدین سیوطیؒ نے تاریخ الخلفاء میں بیان فرمایا ہے۔

ختم نبوت کانفرنس منڈی بہاؤالدین

۱۷ر ستمبر کو بعد از مغرب مرکزی جامع مسجد منڈی بہاؤالدین ختم نبوت کانفرنس انعقاد پذیر ہوئی۔ مولانا محمد قاسم گجری کی نظمیں، حضرت مولانا عبدالماجد صاحب خطیب جامع مسجد ہذا، مولانا اللہ وسایا کے بیانات ہوئے۔ دعا تبلیغی مرکز کے حضرت مفتی صاحب نے فرمائی۔ مولانا قاری عبدالواحد امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور مولانا محمد قاسم صاحب نے انتظامات کی سرپرستی فرمائی۔

ختم نبوت کانفرنس احمد پور سیال

۱۹ر ستمبر کو حضرت پیر طریقت سید عبدالرحمٰن صاحب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت احمد پور سیال کی زیر اہتمام ظہر تا عصر عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس جامع مسجد پیر عبداللطیفؒ احمد پور سیال میں منعقد ہوئی۔ مقامی قائدین کے علاوہ مولانا عزیز الرحمٰن، مولانا غلام حسین، مولانا اللہ وسایا کے بیانات ہوئے۔

ختم نبوت کانفرنس پھلروان

۲۶ر ستمبر کو پھلروان میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ مولانا محمد رفیق، مولانا نور محمد ہزاروی، مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی، مولانا اللہ وسایا اور دیگر حضرات کے بیانات ہوئے۔ صدارت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد صاحب نے فرمائی۔

ختم نبوت کانفرنس قصور

۲۷ر ستمبر کو قصور میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس سے حاجی شبیر احمد، میاں محمد معصوم، قاری مشتاق احمد، مولانا عبدالرزاق، مولانا عزیز الرحمٰن، مولانا اللہ وسایا کے بیانات ہوئے۔ صدارت میاں محمد رضوان نفیس نے فرمائی۔

حضرات حسنین کریمین e ...... فضائل ومناقب!

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی!

حضرت امام حسنؓ بڑے بردبار، حلیم الطبع، عزت وشان والے، پروقار صاحب حشم انسان تھے۔ فتنہ فساد اور خون ریزی کو ناپسند فرماتے۔ آپ سخاوت میں بھی بے بدل تھے۔ بسا اوقات ایک ایک شخص کو ایک ایک لاکھ درہم عنایت فرمادیتے۔ آپ نے بہت سی شادیاں کیں۔ امام حاکم نے عبداللہ بن عبید بن عمر سے روایت کی ہے کہ حضرت حسنؓ نے بغیر سواری کے پچیس حج کئے۔ اعلیٰ نسل کے اونٹ ساتھ ہونے کے باوجود پیادہ سفر فرماتے۔ امام ابن سعدؒ فرماتے ہیں کہ شیریں کلامی کا یہ عالم تھا کہ جب آپ کسی سے کلام فرماتے تو جی چاہتا کہ سلسلہ کلام کو جاری رکھیں اور خاموش نہ ہوں۔ میں نے آپ کی زبان سے کبھی کوئی فحش بات نہیں سنی۔ سوائے ایک بار کے آپ اور حضرت عمرو بن عثمان کے درمیان زمین کے سلسلہ میں کچھ تنازعہ تھا۔ آپ نے ان سے تصفیہ کے سلسلہ میں کوئی بات کہی تو انہوں نے منظور نہ کیا تو آپ نے فرمایا:''فلیس له عندنا الا مارغم انفه'' تمہاری ناک خاک آلود ہو۔ بس یہی ایک سخت جملہ میں نے آپ کی زبان سے سنا۔ علامہ ابن سعدؒ نے علی بن زید بن جدعان سے روایت کی ہے کہ حضرت حسنؓ نے دو مرتبہ اپنا سارا مال اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا اور تین مرتبہ نصف مال راہ خداوندی میں دے دیا۔

رحمت دو عالم a کے دوسرے نواسے حضرت علی و فاطمہؓ کے چھوٹے فرزند ارجمند حضرت حسینؓ کی ولادت باسعادت ۴ ہجری میں ہوئی۔ آپ a نے ان کا نام حسینؓ رکھا۔ ان کے منہ میں اپنی زبان مبارک داخل فرما کر لعاب دہن مبارک چٹوایا۔ ان کا عقیقہ کرنے اور بالوں کے ہم وزن چاندی صدقہ کرنے کا حکم فرمایا۔ حضرت فاطمہؓ نے ان کے سر کے بالوں کے برابر چاندی صدقہ کی۔ سرور دو عالم a کو آپ سے حضرت حسنؓ کی طرح غیر معمولی محبت اور تعلق تھا۔ جب رحمت دو عالم a کی وفات ہوئی تو ان کی عمر چھ یا سات سال تھی۔ رسول اللہ a کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر و عمر خصوصی لطف و کرم کا معاملہ فرماتے رہے۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت کے آخر میں آپ نے جہاد میں شرکت شروع کی ہے اور بہت سے معرکوں میں شریک رہے۔ جب باغیوں نے حضرت عثمانؓ کے گھر کا محاصرہ کیا تو حسنین کریمینؓ امیر المؤمنینؓ کے گھر کی حفاظت کرنے والوں میں شامل تھے۔ سیدنا علی المرتضیٰؓ کی شہادت کے بعد جب حضرت حسنؓ، حضرت امیر معاویہؓ کے حق میں دستبردار ہوگئے اور ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی تو بڑے بھائی کے احترام میں ان کے فیصلہ کو تسلیم کر لیا۔ حضرت حسنؓ کی شہادت کے بعد جب سیدنا امیر معاویہؓ نے اپنے بیٹے یزید کے لئے بیعت لینا چاہی تو آپ نے انکار کر دیا۔ بعد ازاں واقعہ کربلا ظہور پذیر ہوا۔ ذیل میں حسنین کریمینؓ کے فضائل ومناقب پیش کئے جا رہے ہیں کہ رحمت عالم a............ان شہزادوں سے کیسے محبت فرماتے۔

ابن سعدؒ نے عمران بن سلیمان سے روایت نقل کی ہے۔ فرمایا حسنؓ اور حسینؓ اہل جنت کے ناموں میں سے دو نام ہیں۔ عرب جاہلیت کے زمانہ میں یہ نام نہیں رکھتے تھے۔ حضرت حسنؓ رمضان المبارک کے نصف ۳ ہجری

میں پیدا ہوئے۔ رحمت عالم a کی احادیث ان سے مروی ہیں۔ ان سے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سمیت بہت سے صحابہ وتابعین نے روایات ذکر کی ہیں۔ جن میں سے ان کے بیٹے حسن، ابوالحوراء، ربیعہ بن سنان، شعبی، ابووائل، ابن سیرین بھی شامل ہیں۔ آپ کا نام حسن سرور دو عالم a نے خود رکھا۔ شکل وشباہت، سرور دو عالم a سے ملتی تھی۔ آپ کا ساتویں دن عقیقہ کیا اور آپ کے سر کا حلق کر کے بالوں کے برابر چاندی صدقہ کی۔ ابواحمد العسکری فرماتے ہیں یہ نام جاہلیت میں معروف نہیں تھا۔ مفضل فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حسن وحسینؓ کا نام مخفی رکھا۔ یہاں تک کہ رحمت دو عالم a نے اپنے دونوں شہزادوں کے یہ نام رکھے۔ امام بخاریؒ حضرت انسؓ سے نقل فرماتے ہیں کہ حسن بن علیؓ سے زیادہ کوئی حضور a کی ہم شکل نہ تھا۔ (بخاری ج۷ ص۳۷۵۲)

حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ a کو دیکھا کہ آپ کے کندھے پر حضرت حسن سوار تھے اور فرمایا: ''اللھم انی احبہ فاحبہ'' (بخاری ج۷ ص۳۷۴۹)

اے اللہ! میں حسن سے محبت کرتا ہوں۔ لہٰذا تو بھی اس سے محبت فرما۔ حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ممبر پر رحمت عالم a کو فرماتے ہوئے سنا اور حضرت حسنؓ آپ کے پہلو میں تھے۔ کبھی آپ لوگوں کی طرف دیکھتے اور کبھی حضرت حسنؓ کی طرف نظر فرماتے، اور فرمایا: ''ابنی ھذا سید ولعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین من المسلمین'' (بخاری ج۷ ص۳۷۴۶)

میرا بیٹا حسن سید (سردار) ہے۔ شاید مسلمانوں کی دو جماعتوں کے درمیان صلح کرائے گا۔ چنانچہ حضرت امام حسنؓ نے حضرت امیر معاویہؓ کے حق میں دستبردار ہو کر مسلمانوں کی دو جماعتوں کے درمیان صلح کرائی۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ a نے فرمایا: ''ھما ریحانتای من الدنیا یعنی الحسن والحسین'' (بخاری ج۷ ص۳۷۵۳)

یعنی حسن وحسین دنیا میں میری خوشبوئیں اور میری دنیا کی بہار ہیں۔ حضور a انہیں سونگھا کرتے تھے۔

ترمذی اور حاکم ابوسعید خدریؓ سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: ''الحسن والحسین سید اشباب الجنۃ'' (ترمذی ج۵ ص۳۷۸۱)

یعنی حسن وحسین (رضی اللہ عنہما) جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔ امام ترمذیؒ نے حضرت اسامہ بن زیدؓ سے روایت میں لکھا کہ حسن وحسین رحمت عالم a کی دونوں زانوں پر بیٹھے ہوئے تھے تو آپ a نے فرمایا: ''ھذان ابنای وابنا ابنتی اللھم انی احبھما فاحبھما واحب من یحبھما'' فرمایا یہ میرے بیٹے ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں۔ یا اللہ آپ بھی ان سے محبت فرمائیں اور ہر اس شخص سے محبت فرما جو ان سے محبت کرے۔ حاکم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ a نے اپنے کندھوں پر حسنؓ کو اٹھا رکھا تھا تو ایک شخص نے دیکھ کر کہا: ''نعم المرکب یا غلام'' اے صاحبزادے! کیسی عظیم الشان سواری ہے۔ تو آپ a نے فرمایا کہ صرف سواری بہترین نہیں بلکہ ''نعم الراکب ھو'' سوار بھی بہترین ہے۔ ابن سعدؒ نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت کی ہے۔ حضرت حسنؓ تمام لوگوں کے مقابلہ میں رسول

اللہ a سے بہت مشابہت رکھتے تھے اور حضور a بھی ان سے بہت زیادہ محبت فرماتے تھے۔ میں نے بچشم خود دیکھا ہے کہ رسول اللہ a سجدہ میں ہوتے اور حضرت حسنؓ آپ کی گردن یا پیٹھ پر آ کر بیٹھ جاتے۔ جب تک وہ خود نہ اتریں حضور a انہیں نہیں اتارتے تھے۔ میں نے یہ بھی مشاہدہ کیا کہ حضور a حالت رکوع میں ہیں اور حضرت حسنؓ تشریف لائے اور حضور a کے پایائے مبارک کے اندر سے ہو کر دوسری طرف نکل گئے۔ ابن سعدؒ نے ابن عبدالرحمٰن سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ a زبان مبارک باہر نکالتے تھے۔ ’’کان یدلع اللسان لحسن بن علیؓ فاذا رای الصبی حمزة اللسان یھش الیہ ‘‘ اور حضرت حسنؓ زبان مبارک کی سرخی دیکھ کر بہت ہنستے اور خوش ہوتے۔ حاکم نے زبیر بن ارقم کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ایک روز حضرت حسنؓ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے۔ ازد شنوہ کا ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ رسول اللہ a امام حسن کو گود میں لئے ہوئے فرمارہے تھے۔ ’’من احبنی فلیحبہ ‘‘ جو مجھ سے محبت کرتا ہے وہ حسن سے محبت کرے۔ فلیبلغ الشاھد الغائب جو لوگ یہاں موجود ہیں میری بات کو ان لوگوں تک پہنچادیں جو یہاں موجود نہیں اس شخص نے کہا کہ مجھے رسول اللہ a کے فرمان کی اطاعت مقصود نہ ہوتی تو میں یہ بات زبان پر نہ لاتا۔ (اخرجہ، حاکم ج۳ص۱۷۲)

یہ مضمون تاریخ الخلفاء وغیرہ سے لیا گیا ہے۔

ختم نبوت کانفرنس ڈنگہ

۱۶ر ستمبر بعد از مغرب تارات گے حضرت مولانا قاضی کفایت اللہ صاحب کی زیر صدارت جامع مسجد ڈنگہ میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ مولانا قاضی مطیع الرحمٰن، مولانا قاضی عبیداللہ، مولانا محمد خالد عابد، مولانا نور محمد ہزاروی، مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا محمد قاسم گجر، مولانا اللہ وسایا کے بیانات ہوئے۔

ختم نبوت کنونشن پھالیہ

۱۷ر ستمبر بعد از ظہر جامعہ فاروقیہ پھالیہ میں قاری مظہر محمود صاحب کی سربراہی میں ختم نبوت کنونشن منعقد ہوا۔ مولانا محمد قاسم، مولانا محمد عارف شامی، مولانا اللہ وسایا کے بیانات ہوئے۔ شہر بھر کی دینی قیادت شریک اجتماع تھی۔

ختم نبوت کانفرنسہائے مانسہرہ

۲۸ر ستمبر بعد از مغرب جامع مسجد ناڑی، ۲۹ر ستمبر مدرسہ مولانا سید ہدایت اللہ شاہ، بعد از مغرب داتا میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنسیں منعقد ہوئیں۔ جناب عبدالرؤف اور آپ کے گرامی رفقاء نے انتظام فرمایا۔

ختم نبوت انعام گھر لاہور

۱۸ر ستمبر کو محلہ شادی پورہ، مغل پورہ کے عظیم الشان شادی ہال میں ختم نبوت انعام گھر کا اہتمام کیا گیا۔ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا خالد محمود منتظم اعلیٰ تھے۔ جناب محمد متین خالد صاحب نے سپیکر کے فرائض سرانجام دیئے۔ جناب رضوان نفیس، مولانا قاری جمیل الرحمٰن اختر سمیت بیسیوں علماء نے شرکت سے سرفراز کیا۔ مولانا اللہ وسایا کا بیان ہوا۔ مولانا محمد قاسم گجر کی نظمیں ہوئیں۔ پروگرام مثالی طور پر کامیاب رہا۔ شرکاء کا ذوق دیدنی تھا۔

دنیا عارضی ...... انسان کا قیام بھی عارضی!

مولانا محمد طارق!

موت ایک ایسی حقیقت ہے کہ اس کا انکار کسی بھی مذہب کا کوئی شخص نہیں کر سکتا یہ اس کائنات میں بسنے والے ہر شخص کا تعاقب کر رہی ہے۔ خواہ وہ ذکی ہو یا عالم ہو۔ غبی ہو یا جاہل ہو۔ موحد ہو یا مشرک ہو۔ مسلم ہو یا کافر ہو۔ موسیٰ علیہ السلام جیسا کلیم ہو یا ایوب علیہ السلام جیسا صابر ہو۔ ابراہیم علیہ السلام جیسا موحد ہو یا اسماعیل علیہ السلام جیسا ذبیح ہو۔ ابوبکرؓ جیسا سچا ہو یا عمرؓ جیسا عادل ہو۔ عثمانؓ جیسا سخی ہو یا علیؓ جیسا بہادر ہو۔ علماء کرام نے یہاں تک لکھا ہے کہ اگر اس کائنات میں کسی کو ہمیشہ زندگی ملتی تو وہ رسول اللہ a کی ذات اقدس کو ملتی۔ اگر کسی ہستی نے یہاں رہنا ہی ہوتا تو پھر اس روئے زمین پہ گنبد خضریٰ نہ بنتا۔ شاعر کا یہ پیارا کلام آج بھی اس بات کی عکاسی کر رہا ہے:

بدنیا گر کسے پائندہ بودے ابو القاسم محمد a زندہ بودے

موت کے متعلق قرآن پاک میں اللہ پاک نے کئی مقامات پہ بنی نوع انسان کو جھنجھوڑا کہ اے انسان واپس تو نے میرے پاس ہی آنا ہے۔ یہ دنیا تیری امتحان گاہ ہے۔ کامیاب اگر ہونا چاہتا ہے تو پھر میرے بتائے ہوئے طریقوں پہ چلنا ہوگا۔ اللہ پاک کا ارشاد ہے:

”تو کہہ اے محمد a! موت وہ جس سے تم بھاگتے ہو۔ سو وہ تم سے ضرور ملنے والی ہے۔ پھر تم پھیرے جاؤ گے اس چھپے اور کھلے جاننے والے کے پاس۔ پھر جتلائے گا تم کو جو تم کرتے تھے۔(سورۃ:الجمعہ)“

”جہاں کہیں تم ہو گے۔ موت تم کو آ پکڑے گی۔ اگرچہ تم مضبوط قلعوں میں ہو۔(سورۃ:النساء)“

”جو مال ہم نے تم کو دیا۔ اس میں سے اس (وقت) سے پیشتر خرچ کر لو کہ تم میں سے کسی کی موت آ جائے تو (اس وقت) کہنے لگے کہ اے میرے پروردگار تو نے مجھے تھوڑی سی اور مہلت کیوں نہ دی۔ تاکہ میں خیرات کر لیتا اور نیک لوگوں میں داخل ہو جاتا اور جب کسی کی موت آ جاتی ہے۔ تو خدا اس کو ہرگز مہلت نہیں دیتا اور جو کچھ تم کرتے ہو۔ خدا اس سے خبردار ہے۔(سورۃ:المنافقون)“

یاد رکھئے کہ موت آ جائے اس کے بعد مہلت کا ملنا ناممکن ہے۔ کامیاب ہے وہ انسان جو مرنے سے پہلے پہلے موت کی تیاری کر کے رب کے دربار میں سرخرو ہو جاتا ہے۔ مال و دولت کو شخص اپنے ساتھ قبر میں لے کر نہیں جاتا۔ بلکہ وہ چیزیں لے کر جاتا ہے جن کا ذکر آپ a نے اپنے پاک ارشاد میں فرما دیا ہے:

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ a نے فرمایا کہ میت کے ساتھ قبرستان تک تین چیزیں جاتی ہیں۔ اس کے اہل وعیال اور اس کا مال اور اس کے اعمال۔ دو چیزیں تو واپس آ جاتی ہیں۔ اہل وعیال اور مال۔ صرف اعمال اس کے ساتھ باقی رہ جاتے ہیں۔

حضرت عمرو بن میمون اودیؒ سے مروی ہے کہ رسول اللہ a نے ایک شخص کو نصیحت فرماتے ہوئے

فرمایا: پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت شمار کرو: ۱...... بڑھاپے سے پہلے جوانی کو۔ ۲...... بیماری سے پہلے صحت کو۔ ۳...... افلاس سے پہلے خوشحالی کو۔ ۴...... مشاغل سے پہلے فراغت کو۔ ۵...... موت سے پہلے زندگی کو۔

دنیا میں اگر چکر لگا کے دیکھا جائے تو اس جدید دور میں آپ کو ہر بیماری کا علاج ملے گا۔ ہر پرانی چیز کی مرمت کرنے والا کاریگر ملے گا۔ لیکن موت ایسی چیز ہے کہ اس کے معالج کا اس کائنات میں ملنا مشکل ہے۔ بڑے بڑے ڈاکٹر اور حکیم بھی اس کا علاج نہیں ڈھونڈ سکے۔ کیونکہ اس سے کوئی مفر نہیں۔ جب وقت برابر آ جاتا ہے تو عزرائیل علیہ السلام بنا دستک دیئے گھر یا اسپتال پہنچ آتا ہے۔ اسے کوئی روکنے والا نہیں۔

کتابوں میں ایک جہاز کے ناخدا کا عجیب وغریب واقعہ ملتا ہے کہ ایک سوداگر نے اپنے دوست سے جو ایک جہاز کا ناخدا تھا پوچھا۔ تمہارے والد بزرگوار نے کیونکر وفات پائی؟ ناخدا نے کہا آپ میرے والد کی نسبت خاص کر کیا پوچھتے ہیں؟ میرے آباؤ اجداد سب ڈوب کر مرتے آئے ہیں۔ اس واسطے کہ صدہا پشت سے جہازرانی کا پیشہ ہمارے خاندان میں ہے۔ سوداگر نے کہا کیا تم کو ڈر نہیں لگتا کہ تم بھی ایک دن باپ دادا کی طرح ڈوب کر ہی مرو گے۔ ناخدا نے کہا کہ بیشک ڈوبنے کا خوف تو ہے۔ لیکن موت سے گریز کہاں ہو سکتا ہے۔ بھلا میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ کے آباؤ اجداد کیونکر مرے اور کہاں مرے؟۔ سوداگر نے جواب دیا کہ گھر میں مرے اور کہاں مرے۔ ناخدا نے کہا کہ آپ نہیں ڈرتے کہ اسی گھر میں آپ کو بھی مرنا ہے۔ بس کیا تھا سوداگر خاموش رہ گیا۔

علماء بیان فرماتے ہیں کہ ابتداء میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اس لئے ہزار سال عمر بخشی تھی کہ وہ اسے عبادت میں صرف کریں گے۔ لیکن وہ بڑے بے پرواہ نکلے۔ انہوں نے خیال کیا کہ جب اتنی بڑی عمر ہے تو پھر کیوں نہ زندگی کا لطف وسرور حاصل کیا جائے۔ اس لئے کافی عرصہ عیش وعشرت کریں۔ جب بڑھاپا آئے گا تو اللہ کو یاد کرلیں گے۔ اس پر انسانی زندگی کی میعاد اللہ پاک نے گھٹا کر ایک سو سال کر دی۔ تاکہ وہ اس حیات چندروزہ کو ذکر، عبادت اور فکر آخرت میں گزاریں۔ سب پیغمبروں سے زیادہ عمر حضرت نوح علیہ السلام نے پائی۔ ایک دن حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ کی عمر سب پیغمبروں سے زیادہ ہوئی۔ آپ نے دنیا کو کیسا پایا؟۔ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے ایسا معلوم ہوا کہ ایک مکان کے دو دروازے ہیں۔ ایک میں سے اندر گیا۔ دوسرے میں سے نکل گیا۔

اللہ پاک نے موت جہاں لکھی ہے۔ جس حالت میں لکھی ہے۔ جس سبب سے لکھی ہے۔ جس وقت لکھی ہے۔ آ کر رہے گی۔ موت سے بھاگنے والا انسان خود چل کے اس مقام تک جا پہنچے گا۔ جہاں اسے موت آنی ہے۔ وہ خود ایسا سبب اختیار کرے گا جو اسے موت کی وادی میں پہنچا دے گا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوری دنیا پہ حکمرانی کی۔ ہر چیز ان کی حکمرانی میں تھی۔ ایک دن ملک الموت آدمی کی شکل میں ملاقات کے لئے آئے۔ اس وقت سلیمان علیہ السلام کا وزیر بھی آپ کے پاس بیٹھا تھا۔ ملک الموت نے کئی مرتبہ اس آدمی کی طرف غور سے دیکھا۔ جب ملک الموت چلے گئے تو اس وزیر نے سلیمان علیہ السلام سے پوچھا کہ بادشاہ محترم! یہ کون شخص تھا؟ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ عزرائیل علیہ السلام۔ وزیر نے کہا کہ مجھے کئی بار عزرائیل علیہ السلام نے گھورا۔ اس

سے مجھے بڑا خوف پیدا ہوا۔ آپ ہوا کو حکم دیجئے کہ مجھ کو بوماس کے جزیرے میں پہنچادے۔ (ہوا بھی حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابع تھی) حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہوا کو حکم دیا۔ وزیر ہوا کے گھوڑے پر سوار کئی ہزار کوس دور جزیرہ بوماس میں جا داخل ہوا۔ جونہی زمین پہ قدم رکھا۔ عزرائیل علیہ السلام آموجود ہوئے اور وزیر کی روح قبض کی۔ کئی روز بعد پھر عزرائیل علیہ السلام حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں گئے اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے وزیر کا قصہ بیان کیا۔ عزرائیل علیہ السلام نے عرض کی اس روز جو میں اس شخص کی طرف بار بار دیکھتا تھا۔ اس کی یہی وجہ تھی۔ میں حیران تھا کہ اس کی مدت حیات پوری ہو چکی ہے اور دو گھڑی بعد جزیرہ بوماس میں مجھ کو اس کی روح قبض کرنے کا حکم ہے اور یہ یہاں کیوں بیٹھا ہے؟۔

موت تو ہر ایک کو آئے گی۔ آج ہم دنیا کی طمع سازیوں میں کھو کر موت کو بھول چکے ہیں۔ لیکن یہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ موت ہمیں نہیں بھولی۔ موت تو ہر وقت اعلان کرتی ہے کہ مجھے بھول جانے والو......!

میں موت ہوں اور وہ موت ہوں۔ جو ماؤں اور بیٹیوں میں جدائی ڈال دیتی ہوں۔ میں وہ موت ہوں جو بھائی اور بہنوں میں جدائی ڈال دیتی ہوں۔ میں وہ موت ہوں جو دوستوں اور محبوں میں جدائی ڈال دیتی ہوں۔ میں وہ موت ہوں جو خاوند اور بیوی میں جدائی ڈال دیتی ہوں۔ میں وہ موت ہوں جو گھروں اور محلوں کو برباد کر دیتی ہوں۔ میں وہ موت ہوں جو قبروں کو آباد کرتی ہوں۔ میں وہ موت ہوں جو تم کو ڈھونڈتی ہوں اور تم کو پالیتی ہوں۔ خواہ تم مضبوط قلعوں میں ہو۔ اور مخلوق میں ایسا کوئی نہ رہے گا جو میرا ذائقہ نہ چکھے۔

اس دنیا عارضی میں انسان کا قیام بھی عارضی ہے۔ جب مسلمانوں کے گھر میں بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے دائیں کان میں آذان اور بائیں کان میں تکبیر پڑھی جاتی ہے۔ چونکہ آذان اور تکبیر جماعت سے پہلے ہوتی ہے اور آذان اور تکبیر کے درمیان بہت مختصر سا وقفہ ہوتا ہے۔ اس لئے بچے کے کان میں آذان اور تکبیر پڑھ کر اسے یہ بتا دیا جاتا ہے کہ تیرا دنیا میں قیام بہت مختصر وقت کے لئے ہے۔ تیری آذان بھی ہو چکی اور تکبیر بھی پڑھی جا چکی۔ اب جماعت ہونے والی ہے۔ اس کی تیاری کر لے۔ یہی وجہ ہے کہ جب میت پر نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے۔ تو اس وقت آذان اور تکبیر نہیں پڑھی جاتی۔ اس لئے کہ وہ تو پہلے ہی پڑھی جا چکی ہے۔ ہر پیدا ہونے والے مسلمان کی آذان اور اقامت ہو چکی۔ اب نماز کی تیاری کر لے۔ ایسی نماز کے جس کا وقت اچانک سر پہ آن پہنچتا ہے۔

اللہ پاک ہمیں مرنے سے پہلے پہلے موت کی تیاری کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ایمان پہ موت نصیب فرمائے۔ آمین!

ختم نبوت اجتماع اٹک

۷ رستمبر کو عصر کی نماز کے بعد جامع مسجد مرکزی اٹک میں ۷ رستمبر کے حوالہ سے عظیم الشان ختم نبوت کا اجتماع منعقد ہوا۔ مولانا اللہ وسایا نے اس موقعہ پر خطاب کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اٹک کے امیر محترم مولانا صاحبزادہ قاضی محمد ابراہیم صاحب نے صدارت فرمائی۔ پورے ضلع کی دینی قیادت تشریف فرما تھی۔ عظیم الشان حاضری اور پر وقار اجتماع پر ضلع بھر میں تحفظ ختم نبوت کے کام کو مہمیز لگی۔

تحریک انصاف ...... بالآخر بلی تھیلے سے باہر آ گئی!

سید محمد زین العابدین!

پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا۔ مگر شومئی قسمت کے ۶۵ رسال گزر جانے کے باوجود اب تک پاکستان میں اسلام نافذ نہیں ہوسکا۔ پاکستان کی منتخب اسمبلیوں کے معزز اراکین کو جمہوریت کی برکت سے یوں تو ہر موضوع پر لب کشائی اور دل کھول کر اظہار خیال کی مکمل آزادی ہے اور ہر قسم کے قوانین اور بلوں کے پیش کرنے کا اختیار ہے۔ اگر پابندی یا اعتراض اور اشکال ہے تو صرف اور صرف ناموس رسالت کے تحفظ کے قانون پر۔

چنانچہ قومی اسمبلی کے رواں اجلاس میں پاکستان تحریک انصاف کے صدر مخدوم جاوید ہاشمی، کراچی کے صدر ڈاکٹر عارف علوی اور سیکریٹری اطلاعات محترمہ شیریں مزاری صاحبہ نے اس قانون کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ: ’’توہین رسالت کے قانون اور اس کے غلط استعمال کو روکا جائے۔ قانون میں موجود ابہام کی وجہ سے بے گناہ افراد کو نشانہ بنایا جارہا ہے۔ قانون انسداد توہین رسالت خلاف اسلام ہے۔‘‘

حقیقت یہ ہے کہ اگر جاوید ہاشمی، عارف علوی اور محترمہ شیریں مزاری کو اسلام اور قوانین اسلام سے ذرا بھی واقفیت ہوتی تو کبھی بھی اس طرز عمل کا مظاہرہ نہ کرتے۔ اس لئے کہ اسلام میں ’’ذمی‘‘ غیر مسلم اقلیت کی جان ومال اور عزت وآبرو کی بھی انتہائی تاکید ہے۔ جس طرح ایک مسلمان کی عزت وناموس کی۔ چنانچہ اسلامی آئین کی رو سے اگر کسی مسلمان نے ناحق کسی غیر مسلم ذمی کو عمداً قتل کر دیا تو اس سے بھی قصاص لیا جائے گا۔ اسی طرح اگر قتل خطاء ہو تو غیر مسلم مقتول کے ورثاء کو دیت ادا کی جائے گی۔ اس کے علاوہ آنحضرت a نے کسی غیر مسلم معاہد ذمی کو قتل کرنے والے کے بارے میں فرمایا کہ وہ جنت کی خوش بو بھی نہیں پا سکے گا۔ (بخاری)

اگر تعصب کی عینک اتار کر پاکستان سمیت پوری دنیا کا جائزہ اور سروے کیا جائے تو واضح طور پر نظر آئے گا کہ اسلامی نظام حیات میں جس قدر اقلیتوں کو تحفظ وآزادی حاصل ہے۔ شاید ہی کسی دوسرے دین ومذہب میں کسی اقلیت کو ایسی آزادی وتحفظ حاصل ہوگا۔ لیکن ناس ہو مذہبی تعصب اور اسلام دشمنی کے جذبات کا کہ اسے اسلام اور مسلمانوں میں کوئی خوبی ہی نظر نہیں آتی۔ اس موقع پر ہمیں اقلیتی اراکین کی بجائے ان مسلمان اراکین کے طرز عمل پر افسوس ہے جو اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتے ہیں اور محمد عربی a کی عزت وناموس کے لئے بنائے گئے قانون کی مخالفت بھی کرتے ہیں۔ جس کی پاس داری میں اقلیتوں کا تحفظ ہے۔

جناب جاوید ہاشمی اور محترمہ شیریں مزاری کے خیال میں قانون رسالت میں ترمیم ہونی چاہیے۔ پھر وہ خود ہی فرمائیں کہ اس کے بعد اگر کوئی نبی رحمت a کی شان میں گستاخی کرے تو اس کے سدباب کی کیا صورت ہونی چاہیے؟ کیا ایسے لوگوں کو کھلے عام چھوڑ دینا چاہیے؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ ہاشمی صاحب اور مزاری صاحبہ اس قانون کی مخالفت کرکے اسلام دشمن لابی کے وکیل صفائی کا کردار ادا کر رہے ہوں؟ اور بیرونی آقاؤں کی خوشنودی

کے لئے اور اپنے آپ کو بنیاد پرستی اور اسلام کے ''دھبے'' سے پاک کرنے کے لئے یہ بیان دے کر باور کرانا چاہتے ہوں کہ ہمیں اور ہماری ''روشن خیال جماعت'' کو ایسے مسلمانوں میں نہ سمجھا جائے جو اپنے نبی کی گستاخی پر چیں بجبیں ہوتے ہیں۔انا للہ وانا الیہ راجعون!

اگر ایسا نہیں ہے تو موصوف اور موصوفہ کو اس کی وضاحت کرنا چاہیے۔ کیونکہ ان کی فکر وسوچ سے مسلمانان پاکستان کونہایت تکلیف ہوئی ہے جس کی گواہ روزنامہ اسلام کی یہ خبر ہے:''جماعت اسلامی کے صاحبزادہ یعقوب خان نے کہا کہ توہین رسالت کا قانون تمام انبیاء علیہ السلام کی ناموس کا تحفظ کرتا ہے۔تحریک انصاف کو اعتراض ہے تو شریعت کورٹ یا اسلامی نظریاتی کونسل سے رجوع کرے۔

آزاد رکن قومی اسمبلی جمشید دستی نے بھی تحریک انصاف کے رہنماؤں کے اس مطالبے کی مخالفت کی۔ اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن علامہ زبیر احمد ظہیر نے کہا کہ توہین رسالت قانون میں ترمیم کی باتیں کرنے والے سیاست دانوں کو اسلام کی الف، ب کا بھی پتا نہیں۔توہین رسالت قانون میں کسی قسم کی ترمیم کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔کچھ لوگ ایسے ضرور ہیں کہ جو غیروں کو خوش کرنے کے لئے اس قانون میں ترمیم کی بات کرتے ہیں۔

جمعیت علمائے اسلام کے رہنماؤں مولانا رشید احمد لدھیانوی، مولانا جمیل الرحمٰن درخواستی، مولانا ڈاکٹر عتیق الرحمٰن، مولانا قاری فیاض الرحمٰن علوی، مولانا محمد امجد خان، الحاج شمس الرحمٰن شمسی، مفتی ابرار احمد اور قاری نذیر احمد نے ناموسِ رسالت قانون میں ترمیم کے حوالے سے تحریک انصاف کے رہنماؤں جاوید ہاشمی اور شیریں مزاری کے بیانات کی شدید الفاظ میں مذمت کی ہے اور کہا کہ ناموس رسالت قانون میں تبدیلی کا واویلا کرنے والے بیرونی دنیا کو خوش کرنے کے لئے مطالبات کررہے ہیں۔ناموس رسالت کا قانون تو اقوام متحدہ سے بھی منظور ہونا چاہیے۔ تاکہ دنیا میں کسی کو بھی کسی بھی پیغمبر کی شان میں گستاخی کرنے کی جرأت نہ ہو۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنماؤں شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی، مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر، مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا صاحبزادہ عزیز احمد، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا رشید احمد اور پاکستان شریعت کونسل کے رہنما مولانا قاری جمیل الرحمٰن اختر نے کہا کہ قانون ناموس رسالت میں کوئی تبدیلی برداشت نہیں کی جائے گی۔تحریک انصاف کا مطالبہ بیرونی ایجنڈے کا حصہ ہے۔تحریک انصاف خلاف اسلام ایجنڈا پاکستانیوں پر مسلط کرنے کی کوشش نہ کرے۔انسداد توہین رسالت قوانین کو خلاف اسلام کہنے والے اسلام کی ابجد سے بھی واقف نہیں ہیں۔

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے جنرل سیکریٹری مولانا قاری محمد حنیف جالندھری، ڈپٹی سیکریٹری مولانا قاضی عبدالرشید، صاحبزادہ اشرف علی اور مولانا مقصود عثمانی نے کہا کہ ہم کسی کو ناموس رسالت قانون میں ترمیم کی اجازت نہیں دیں گے۔ناموس رسالت قانون میں سقم تلاش کرنے والے اغیار کا ایجنڈا مسلط نہیں کرسکتے۔غیرملکی آقاؤں کی خوشنودی کے لئے ناموس رسالت قانون میں ترمیم اور سقم کا نعرہ لگا دیا جاتا ہے۔(۲۵،۲۶/ستمبر باختصار)

حقیقت تو یہ ہے کہ انتخابات سے قبل عوام بالخصوص نوجوانان پاکستان کے دلوں کی دھڑکن ''تحریک

انصاف‘‘ کا نیا نام تھا اور اس جماعت سے کچھ امیدیں بھی وابستہ کی جارہی تھیں۔ لیکن دوسری جانب اسی وقت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے استاذ الحدیث مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب نے کہا تھا کہ تحریک انصاف کی ایک رکن نے لندن میں قادیانی مربی سے ووٹ مانگے ہیں۔ لہٰذا تحریک انصاف کو ووٹ دینا حرام ہے۔ اس وقت یہ بات بہت سوں کو بری لگی۔ لیکن تحریک انصاف کے صدر کے حالیہ بیان سے حقیقت سامنے آگئی اور چرچ حملے کی آڑ میں تحریک انصاف کے تھیلے میں چھپی بلی بالآخر باہر آگئی۔ اگر تحریک انصاف کے ذمہ داروں میں کچھ بھی عقل اور سمجھ بوجھ ہے تو فوراً اس بیان سے علی الاعلان رجوع کرکے اس طرح کے لوگوں کو اپنی پارٹی میں جگہ نہ دیں۔ ورنہ تمہاری بھی داستاں تک نہ ہوگی داستانوں میں!

ختم نبوت کانفرنس کہروڑپکا

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام میونسپل گراؤنڈ میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس کی صدارت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید دامت برکاتہم نے فرمائی۔ کانفرنس سے مولانا محمد اسحٰق ساقی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا زبیر احمد صدیقی، مولانا اللہ وسایا، مولانا مفتی کفایت اللہ سابق ایم۔ پی۔ اے نے خطاب فرمایا۔ علماء کرام نے حضرت امیر دامت برکاتہم کو یقین دلایا کہ آپ جو حکم فرمائیں گے انشاء اللہ العزیز! عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ہم اپنے خون کا نذرانہ پیش کرنے کے لئے تیار ہیں۔ تلاوت قاری فیاض احمد، قاری نصیر الدین نے کی۔ نعت مولانا شاہد عمران عارفی، ظفر شہزاد نے پیش کی۔ رات گئے تک کانفرنس جاری رہی۔ آخری خطاب اور دعا جانشین حضرت درخواستی، حضرت مولانا فضل الرحمٰن درخواستی نے فرمائی۔

ختم نبوت کانفرنس سرگودھا

۳؍اکتوبر کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام مرکزی عیدگاہ میں چھٹی سالانہ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت مرکزی نائب امیر مولانا صاحبزادہ عزیز احمد نے کی۔ کانفرنس سے اتحاد اہل سنت پاکستان کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد الیاس گھمن، جمعیت علماء اسلام کے مولانا مفتی کفایت اللہ، مولانا ڈاکٹر خالد محمود سومرو، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولانا اللہ وسایا، مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی، مجلس صیانۃ المسلمین مولانا سید عبدالقدوس ترمذی ساہیوال ممتاز خطیب مولانا عبدالرؤف چشتی، مولانا عبدالقدوس توڑ، جناب عرفان برق، قاضی مطیع اللہ نے خطاب فرمائے۔ آخری خطاب مولانا محمد الیاس گھمن نے کیا۔ کانفرنس کی عمومی نگرانی مولانا محمد اکرم طوفانی نے کی۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا نور محمد ہزاروی، مولانا محمد خالد عابد نے سرانجام دیئے۔ نعتیہ کلام مولانا محمد قاسم گجر نے پیش کیا۔ کانفرنس صبح کی اذان تک جاری رہی۔ علماء کرام نے تحریک انصاف کے صدر مخدوم جاوید ہاشمی، محترمہ شیریں مزاری اور دیگر تحریک کے ایم۔این۔اے کی ناموس رسالت قانون کے خلاف اسمبلی کے فلور پر گفتگو کی پرزور مذمت کی اور کہا گیا کہ خون کے آخری قطرہ تک ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے پیش کرنے سے دریغ نہیں کریں گے۔

یہودیوں کا قبضہ ...... ایک اور نشانی پوری ہوگئی!

جناب نعیم اختر پشاور

مصری حکمران جنرل سیسی کے یہودی ہونے کے دستاویزی ثبوت میڈیا پر آنے کے بعد عرب عوام میں ہلچل مچ گئی ہے۔لیکن حکمرانوں کی سطح پر بدستور سناٹا ہے۔عرب حکمرانوں کا مسئلہ یہودی کبھی رہے ہی نہیں۔عرب کنگڈم کی جماعت النور کا ردعمل بھی وہی ہے جو عرب حکمرانوں کا ہے۔یعنی سب قبول ہے۔بس اخوان قبول نہیں۔ جماعت النور کا ویسے بھی کبھی یہودیوں سے نظریاتی اختلاف نہیں رہا۔

جنرل سیسی کی والدہ مراکش کی یہودی خاتون تھی جس کا نام ملیکہ تیتانی تھا۔۱۹۵۸ء میں اس نے مصر کی شہریت لی۔اس کا بھائی عوری صباغ اسرائیل کا وزیر تعلیم رہا ہے۔صدر عدلی منصور کے بارے میں تو یہ پہلے ہی آچکا ہے کہ وہ عیسائیوں کے سیلی نام کے ایسے فرقے کا رکن ہے۔ جسے عیسائی تعلیم نہیں کرتے۔یہ فرقہ خود کو عیسائی بتاتا ہے۔لیکن عیسائی کہتے ہیں کہ یہ یہودیوں کی شاخ ہے۔یہ بات زمانہ آخر کی نشانی لگتی ہے کہ عربستان کے سب سے بڑے ملک پر یہودیوں کی حکومت کسی یلغار،کسی جنگ کے بغیر ہی بن گئی ہے۔سیسی اور عدلی تو چلئے یہودی ہوئے۔لیکن باقی عرب ممالک کے سربراہ تو مبینہ طور پر مسلمان ہیں۔وہ کیوں سوائے قطر اور تیونس کے سارے کے سارے یہودیوں پر جان چھڑکنے لگے۔اس حد تک کہ بڑی عرب کنگڈم کی اخوان سے پہلی ناراضی اس وقت شروع ہوئی تھی جب مرسی نے فلسطینیوں کی ناکہ بندی ختم کی۔کنگڈم کا کہنا تھا کہ فلسطینیوں کو گندم کا ایک دانہ بھی نہیں ملنا چاہیے۔گویا دو ایک ملکوں کو چھوڑ کر تمام عالم عرب کو اسرائیل نے گولی چلائے بغیر فتح کر لیا ہے تو اسے قیامت کی نشانی کیوں نہ سمجھا جائے۔

نشانی یہ ہے کہ قیامت سے پہلے عراق واردن سے لے کر حجاز و مصر تک یہودیوں کا قبضہ ہو جائے گا۔ صورتحال دیکھ لیں۔نشانی بتادے گی کہ وہ پوری ہوگئی۔جنرل سیسی نے چار سے پانچ ہزار اخوان قتل،۲۵ر ہزار زخمی کردیئے۔جن میں بہت سے معذور ہو چکے ہیں۔۱۰ر ہزار گرفتار کر لئے اور کئی ہزار لاپتہ ہیں۔مان لیجئے کہ یہ سب قدرتی ہے۔کوئی بھی آمر اپنے مخالفوں کے ساتھ یہی کرتا ہے۔لیکن سیسی نے کچھ اور اقدامات بھی کئے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ معاملہ کچھ اور بھی ہے۔

اور یہ معاملہ یوں کھلا کہ والدہ کے نام کا پتہ چل گیا اور موصوف کے ماموں کا بھی جو اسرائیل کا وزیر رہا اور یہ بھی علم ہوگیا کہ کیوں اسرائیل نے کہا تھا کہ سیسی یہودی قوم کا ہیرو ہے۔یہ اقدامات ملاحظہ ہوں:

اس نے ۳۵ر ہزار علمائے کرام کے مساجد میں داخلے پر پابندی لگادی۔مصر کی ۱۳ر ہزار سے زیادہ مساجد میں جمعے کی نماز روک دی ہے۔(اسرائیل ایک مسجد میں نماز روکتا ہے تو مسلمان دنیا بھر میں سڑکوں پر نکل آتے ہیں) اب اس نے نعوذباللہ قرآن پاک کی پیروڈی کرتے ہوئے ایک سورہ ''السیسی'' کے نام سے بنائی ہے جس کے

الفاظ یوں ہیں۔سیسی اور تمہیں کیا پتہ کیا ہے سیسی، ہلاک ہو گئے اخوان جو شیطان ہیں۔وغیرہ اور اس سورۃ کے آخر میں سیسی کو فرعونوں کی اولاد کہہ کر اسے انسانیت پر خدا کا انعام بتایا گیا ہے۔قرآن پاک کی ایسی توہین کی یہودی سے بالکل توقع ہے۔لیکن اس پر خاموشی نئی بات ہے۔

یہودی فلسطینیوں سے سخت نفرت کرتے ہیں اور اس نفرت کی تاریخ اسرائیل کے قیام اور اس کی وجہ سے ہونے والی لڑائی تک محدود نہیں۔یہ نفرت بڑی پرانی ہے اور سیسی نے اس نفرت کو کبھی چھپایا نہیں۔اس نے برسر اقتدار آکر فلسطینیوں کی پہلے سے بھی سخت ناکہ بندی کر دی۔غزہ کو دنیا سے ملانے والا واحد راستہ وہ سرنگیں ہیں جو سینائی کے شہر رفاہ کو غزہ سے ملاتی ہیں(غزہ کی پٹی کے ساتھ سمندر بھی لگتا ہے۔لیکن یہ چھوٹا سا ساحل اسرائیل کے قبضہ میں ہے)سیسی نے یہ سرنگیں تباہ کر دیں اور فلسطینیوں کی مصر آمد و رفت روک دی۔

نفرت کا جنون دیکھئے۔پانچ فلسطینی ماہی گیر مچھلیاں پکڑتے ہوئے مصر کی حدود میں داخل ہو گئے۔انہیں پکڑ کر مقدمے چلائے گئے اور کئی سال قید سنا دی گئی۔ماہی گیر سمندری حدود کی خلاف ورزی پر دنیا بھر میں پکڑے جاتے ہیں اور پھر تصدیق ہونے پر کہ وہ ماہی گیر ہی ہیں۔بھیس بدلے دشمن کے ایجنٹ یا سمگلر نہیں ہیں۔رہا کر دیئے جاتے ہیں۔دنیا کے کسی ملک میں انہیں سزا نہیں دی جاتی۔پاکستان اور بھارت ایک دوسرے کے ماہی گیر اکثر پکڑا کرتے ہیں اور پھر چھوڑ دیتے ہیں۔یہ پہلی مثال ہے کہ غلطی سے سمندری حدود کی خلاف ورزی پر کسی ملک نے مقدمہ چلایا اور سزا سنا دی۔

سیسی نے پورے ملک میں پابندی لگا دی ہے کہ کسی دیوار یا اخبار رسالے یا اشتہار پر مسجد اقصیٰ کی فوٹو نہیں چھپے گی۔صرف تصویر ہی نہیں کوئی شخص کیسی بھی جگہ بیت المقدس، مسجد اقصیٰ یا القدس کا لفظ بھی نہیں لکھ سکتا۔جو لکھتا ہوا پایا گیا۔اس پر دہشت گردی کا مقدمہ چلے گا۔مسجد اقصیٰ سے اتنی نفرت دنیا میں صرف دو ہی مذہب کرتے ہیں۔ایک یہودی اور دوسرے ایونجلیکل چرچ۔یہ عیسائیوں کا وہ فرقہ ہے جو یہودیوں کا اس بارے میں ہم عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح کی آمد ثانی تب تک ممکن نہیں جب تک مسجد اقصیٰ گرا کر ہیکل سلیمانی تعمیر نہیں کر دیا جاتا۔باقی مسیحیوں کو اس سے کوئی غرض نہیں کہ ہیکل سلیمانی بنتا ہے یا نہیں۔بیت المقدس سے سیسی اور عدلی کی نفرت کی وجہ سمجھ میں آ گئی۔

یہ سوچنا باقی ہے کہ جامعۃ الازہر کا شیخ اور جماعت النور سلفی کا سربراہ بھی ان لوگوں کے ہم عقیدہ ہے اور اسی لئے خاموش ہے یا چپ رہنے کی وجہ کچھ اور ہے۔مثلاً صحت کا کوئی مسئلہ۔کوئی اچانک لاحق ہو جانے والا عارضہ۔پورے عربستان میں صرف تیونس اور قطر ہیں جو مسجد اقصیٰ کی حرمت کے قائل ہیں۔باقی سارے عرب حکمران، شیوخ، رؤسا، بیوروکریٹ، جرنیل، صنعتکار، میڈیا، علماء کرام ہیکل سلیمانی پر ایمان لا چکے۔اقرار باللسان نہ سہی اقرار بالقلب ہی سہی۔مگر ان کے ''مومنین ہیکل'' ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔جو بات یہ ایمان لانے والے نہیں سمجھتے۔وہ یہ ہے کہ ہیکل اب کبھی نہیں بن سکتا۔دجال جب آ چکے گا۔تب بھی نہیں بن سکے گا۔ایک مزے کی بات یہ معلوم ہوئی کہ سیسی نے اپنی یہودیانہ مکاری سے کام لیتے ہوئے اخوان کی قیادت کو باور کرایا کہ وہ شروع ہی سے اخوان کے بانی امام حسن البناؒ کا مرید ہے۔اخوان کی قیادت اس مکاری میں آ گئی اور اس پر بھروسہ کر لیا۔

ایسا ہی ماجرا پاکستان میں بھی ہو چکا ہے۔ جماعت اسلامی کی قیادت سے مشرف نے بھی یہی کہا تھا کہ وہ مسلمان ہے اور جہاد کشمیر کا حامی اور جماعت اس کے جال میں پھنس گئی۔ مشرف کیسا مسلمان تھا۔ اس کا پتہ تب چلا جب دنیا بھر کے یہودیوں نے مشرف کی صحت اور سلامتی کے لئے اپنے سناگاگوں (معبدوں) میں دعائیں کیں اور اس کے لئے اپنے مذہبی شبینے کئے اور دیوار گریہ پر گریہ کیا۔ مشرف ایسا مسلمان تھا جس نے جہاد کو دہشت گردی قرار دلوایا اور وہ ایسا مسلمان تھا جس نے اپنے راستے میں آنے والی ہر مسجد مسمار کردی۔ وہ ایسا مسلمان تھا جو حدیث رسول a کا کھلم کھلا اور تکرار کے ساتھ مذاق اڑاتا تھا اور اس کے قاف لیگی قافیے زبان حال سے اسے داد دیتے اور رقص سرمستی کرتے۔ اس نے رنگیلا شاہی کا نام تصوف رکھا اور تجربہ کار، عمر رسیدہ رال ٹپکاتے شوقین صوفیوں کی جماعت بنائی۔ مشرف ایسا مسلمان تھا جس کے دور میں ''ریاست'' ایک قحبہ خانے کی محافظ بنی اور قحبہ خانے کے لئے پریشانی پیدا کرنے والی لال مسجد اور جامعہ حفصہ کو صفحۂ ہستی سے اسی ریاست نے مٹایا۔

اس سے پہلے کہ پورا پاکستان ''رنگیلستان'' بنا دیا جاتا۔ خدائی مشیت حرکت میں آئی اور جسٹس افتخار چوہدری میدان میں آگئے۔ پھر لوگوں نے دیکھا کہ افتخار چوہدری اٹھ کھڑا ہوا اور رنگیلے اور شوقین صوفیوں کا طائفہ شیخ الطائفہ سمیت بھاگ کھڑا ہوا۔ بشکریہ روزنامہ نئی بات!

مولانا اللہ داد کراچی کا مکتوب گرامی

بخدمت اقدس عزت مآب قابل صد تکریم برادر کبیر حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب دامت برکاتہم العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اس جگہ خیریت ہے اور آپ کی خیریت مطلوب ہے۔ احوال آنکہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان ''ماہنامہ لولاک'' شمارہ نمبر۱۰ اور جلد نمبر۱۷، ماہ شوال المکرم ۱۴۳۴ھ موصول ہوا۔ اس میں آپ کی تحریر کردہ ''۲۸رویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس برمنگھم کا عظیم الشان انعقاد بھرپور تیاری'' عدیم المثال کامیابی کی رپورٹ کو بندہ ناچیز نے تفصیل سے بغور پڑھا۔ پڑھنے کے بعد جو دل میں جذبات پیدا ہوئے نہ تو زبان اس کی صحیح ترجمانی کرسکتی ہے نہ ہی قلم کی نوک سے تحریر میں لایا جاسکتا ہے۔ بندہ ناچیز آپ کا اور آپ کے رفقاء سفر ختم نبوت کا پہلے سے ہی قدرداں ہے۔ مزید یہ کہ آپ کی اور آپ کے قافلے کی مزید عظمت اس لئے دل میں پیدا ہوئی کہ آپ حضرات کاز ''ختم نبوت'' پر شب وروز باطل کو للکارتے رہتے ہیں اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، علامہ انور شاہ کشمیریؒ، حضرت شیخ مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کے مشن کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اور آپ کے قافلے کی مدد ونصرت فرمائے۔ آمین! میری دعائیں اور ادنیٰ سی کاوشیں ادنیٰ سپاہی ہونے کی حیثیت سے آپ کے مشن کے ساتھ ہیں۔ میں بھی ادنیٰ سا کارکن ہوں۔ بلکہ میرے مسلمان بھائیوں کا بھی حصہ ہے:

تمنا ہے کہ عدالت جب خدا کی خوب گرمائے
میرا نام بھی یوسف کے خریداروں میں آئے

والسلام! ......قاری اللہ داد، سیکرٹری جنرل تنظیم العلماء پاکستان، امام وخطیب جامع مسجد الفاروق
بانی ومہتمم مدرسہ اسلامیہ فاروق اعظم، محمود آباد نمبر۶، گلی نمبر۲، کراچی

معارف خطبہ نکاح!

قسط نمبر:8

مولانا محمد یوسف خان!

قاضی کی صفت

حاکم کے لئے قاضی، جج کے لئے اللہ اور اس کے رسول a نے ایک ادب سکھایا ہے۔ کسی جج کو کسی قاضی کو یہ نہیں چاہئے کہ جب وہ غصے میں ہو تو فیصلہ کرے۔ معلوم ہوا کہ یہ لڑکے اور لڑکی والوں کی طرف سے بندہ جا رہا ہے۔ یہ غصیلے مزاج کا نہ ہو۔ معاملہ کو سلجھانے اور سمجھنے کا ماہر ہونا چاہئے ’’فابعثوا حکما من اھله و حکما من اھلھا ‘‘ ایک حکم لڑکے والوں کی طرف سے اور ایک حکم لڑکی والوں کی طرف سے بیٹھ جائیں۔ اللہ تعالیٰ میاں بیوی کے درمیان موافقت دے دے گا۔ اللہ اس رشتے کو بچا لے گا۔ اللہ اس گھرانے کو بچائے گا۔ اللہ دلوں کے درمیان جوتوڑ تھا کہ وہ بس یہ سمجھتے تھے کہ بس اب اس سلسلے کو ختم کئے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ اللہ راستے نکالنے والا ہے۔ یہ انسان یہ یقین رکھے کہ سب کچھ ہونے کے باوجود اللہ مقلب القلوب ہے۔ وہ جب چاہے دلوں کو پلٹ دے۔ یہ آپ سمجھ رہے ہیں کہ آگے اندھیرا ہے کہتے ہیں کہ جی آپ کو نہیں معلوم کہ وہ لڑکے والے لڑکی والے کسی حد تک آگے جا چکے ہیں۔ جس حد تک بھی جا چکے ہیں۔ آپ اس حکم ربانی پر عمل کریں۔ ایک دفعہ معاشرے میں بزرگ لوگ اپنی ذمہ داریوں کو تو پورا کریں۔ ایک دفعہ دو دفعہ پانچ دفعہ، دس دفعہ اس پر عمل تو کر کے دیکھیں۔

ہمارے معاشرے میں جب یہ بزرگ حضرات دیکھتے ہیں کہ یہ نوجوان دلہا اور دلہن ہمیں تو کسی کھاتے میں ہی نہیں سمجھتے۔ ہمارا مذاق اڑاتے ہیں۔ ہم سے بدتمیزی سے پیش آتے ہیں۔ ہماری بات نہیں مان رہے تو وہ اپنے آپ کو سائیڈ پر کر لیتے ہیں۔ اپنی عزت بچانی ضروری ہے۔ لیکن اللہ نے کیا سلیقہ سکھایا یہ لوگ ان بزرگوں کو جوڑیں۔ حکم کو درمیان میں لائیں۔ فیصلہ کرنے والوں کو معاملوں کو سلجھانے والوں کو اللہ نے بڑے بڑے دماغ دیئے ہوتے ہیں۔

بعض حضرات یہاں ایسے تشریف فرما ہوں گے کہ جنھوں نے وہ دنیا بھی دیکھی کہ دیہاتوں کے اندر بعض خاندانوں میں ایسے حالات آجاتے ہیں اور شہروں میں بھی یہ حالات آجاتے ہیں۔ تو بعض خاندانوں کے اندر اللہ نے ایسے لوگ پیدا کئے ہوتے ہیں۔ جو معاملوں کو سلجھاتے ہیں۔ کوئی دادا ہوتا ہے کوئی چاچا ہوتا ہے۔ کوئی تایا ہوتا ہے۔ کوئی خاندان سے تعلق رکھنے والا بزرگ ہوتا ہے۔ وہ درمیان میں بیٹھ جاتا ہے۔ دونوں کی منشاء سنتا ہے۔ دونوں کو الگ الگ سمجھاتا ہے۔ وقت لگاتا ہے۔ ان معاملات میں وقت بھی دینا پڑتا ہے۔ اپنی انا پر بھی چوٹ پڑتی ہے۔ اس کو بھی سہنا پڑتا ہے۔ بدتمیزیاں بھی برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ لیکن پھر بھی وہ بزرگ آگے آتا ہے اور معاملے کو سلجھانے کی کوشش کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ دلوں میں جوڑ پیدا کر دیتا ہے۔

لیکن اگر پھر بھی ضرورت پیش آ جائے اس لئے کہ آج معاشرے کے اندر نوجوان کو یہ بات تو معلوم ہے کہ طلاق ایک چیز ہے جس کے ذریعے نکاح کو ختم کیا جاتا ہے۔ چنانچہ گھروں کے اندر جھگڑے ہوتے ہیں تو یہ انسان اس میں بڑی حد تک چلا جاتا ہے۔ چند منٹ کے اندر طلاقیں دے کر فارغ ہو جاتا ہے۔ پھر مفتی صاحب کے پاس آتے ہیں کہ میں نے بیوی کو اس طرح کہا ہے کیا تین طلاقیں ہوگئیں؟ مفتی صاحب بھی کہتے ہیں کہ جی تین طلاقیں ہوگئی ہیں۔ اب نوجوان کہتا ہے کہ مفتی صاحب میں اس وقت غصے میں تھا۔ غصے میں یہ بات منہ سے نکل گئی تھی تو مفتی صاحب کہتے ہیں کہ طلاق ہمیشہ غصے میں دی جاتی ہے۔ کیا کبھی کسی نے خوشی سے بھی طلاق دی ہے کہ آج تم نے بریانی بڑی اچھی پکائی ہے۔ جاؤ تمہیں طلاق ہے۔

طلاق عنداللہ محبوب عمل نہیں ہے

آخری حد تک طلاق کے الفاظ سے بچا جائے اور بے شمار الفاظ ہیں۔ جن کو استعمال کرسکتا ہے۔ لیکن کم از کم طلاق کا لفظ استعمال نہ کرے۔ یہ مسائل کا حل نہیں ہے اور یہ ایک ایسی چیز ہے جو حلال اور جائز ہے۔ لیکن نبی کریم a نے ایک عجیب بات ارشاد فرمائی ہے۔ نبی کریم a نے فرمایا کہ: ”ابغض الحلال عند اللہ الطلاق“ کہ حلال چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ کام اللہ کے ہاں طلاق ہے۔ ”ابغض“ انتہائی ناپسندیدہ۔ اب جو چیز اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے۔ تو اس میں خیر کیسے ہوسکتی ہے؟ اور پھر ہوتا بھی یہی ہے کہ انسان غصے میں ایسے الفاظ استعمال کرلیتا ہے۔ پھر جب غصہ ٹھنڈا ہوتا ہے تو خیال آتا ہے کہ میں نے یہ کیا کردیا؟ لیکن اب تو تیر کمان سے نکل چکا ہے۔ اس لئے آخری لمحے تک نوجوان بھی اور بزرگ بھی گھروں کو توڑنے سے بچانے کی کوشش کریں۔ اگر ضرورت پیش آ جائے تو پھر کیا کریں؟ اس کے لئے طلاق دینے کا ڈھنگ اللہ نے قرآن مجید میں سکھایا ہے۔ بے ڈھنگے طریقے سے طلاق نہ دی جائے۔

دین میں سختی نہیں

نبی کریم a نے اس کے طریقے بتائے ہیں۔ ان کو ذکر کرنا مقصود ہے آگاہی حاصل کرنے کے لئے۔ ان کو ذکر کرنا بہت ضروری ہو چکا۔ یہ باتیں بہت واضح ہو جانی چاہئیں۔ اس لئے کہ جب غصے میں تین طلاقیں دے دیتے ہیں اور پھر مفتی صاحب کے پاس جاتے ہیں اور مفتی صاحب بھی کہہ دیتے ہیں کہ تین طلاقیں ہوگئی ہیں۔ پھر وہ کہتا ہے کہ مفتی صاحب دین میں اتنی سختی بھی تو نہیں ہونی چاہئے۔ دین نے تو بڑی آسانی پیدا کردی ہے۔ سختی تو دین سے پہلے تھی۔ دین اسلام میں تو بڑی آسانی ہے۔ بشرطیکہ بندہ دین سے واقف ہو۔ ابھی میں ساری بات عرض کروں گا تو آپ کا دل گواہی دے گا کہ دین میں کتنی آسانی ہے اور یہ مشکلات ہماری اپنی پیدا کردہ ہیں۔ یہ ہماری غلطیاں ہوتی ہیں ورنہ دین میں تو آسانی ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے طلاق دینے کا سلیقہ سکھایا ہے۔ مرد کو تین بار طلاق دینے کا حق ہے اور طلاق دینے کا حق صرف مرد کو ہے۔ عورت کو طلاق دینے کا حق نہیں ہے۔

مولانا محمد علی صاحب جالندھریؒ

حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ!

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کی خواہش کے مدنظر حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ نے حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ پر ذیل کا مضمون تحریر فرمایا جو ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک میں ربیع الاول ۱۳۹۱ھ میں شائع ہوا۔ آج سے چالیس سال قبل کا مضمون ریکارڈ کے لئے شائع کر رہے ہیں۔ گلستان بخاریؒ کے دو پھول ایک پھول مولانا غلام غوث ہزارویؒ نے دوسرے پھول مولانا محمد علی جالندھریؒ کو کیسے خراج عقیدت پیش کیا ملاحظہ فرمایا جاوے۔ ادارہ!

قرآنی حقائق زمانے کے سینکڑوں دور گزرنے پر بھی الآن کما کان قائم ودائم رہتے ہیں۔ دنیوی زندگی کی بے ثباتی اور دار آخرت کے دوام وبقاء پر آسمانی مذاہب متفق ہیں اور اسی لئے رجال آخرت یعنی اللہ والے امور خیر اور اعلاء کلمۃ اللہ کی مساعی میں ممکن عجلت سے کام لیتے ہیں۔ جانے کا وقت اور اجل مسمیٰ کا علم اسی ذات واجب الوجود کو ہوتا ہے جو خالق کائنات اور ازلی علیم وخبیر ہے۔

ایک وقت تھا جب دنیا ابتداء سے انتہاء کی طرف اور طفولیت سے شباب اور شباب سے کہولت اور پختگی کی طرف آ رہی تھی تو حضرت نوح علیہ السلام سے کچھ عرصہ کے بعد ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام مبعوث ہوئے۔ جو ملت ابراہیمی کی بنیاد تھے۔ پھر پے در پے انبیاء علیہم السلام کے آنے جانے کے بعد حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے اس پیغمبر آخرالزمان a کا ظہور قدسی ہوا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی دعاؤں کا نتیجہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیشین گوئی کا مظہر تھے۔ اب روحانی مدارج کو کمال نصیب ہو گیا تھا۔ البتہ جس طرح شریعت مطہرہ اصول ومبادی بلکہ ضروریات کی تکمیل کے باوجود بہت سی باتوں کی تفاصیل محدثین ومجتہدین امت کے ہاتھوں پوری کرنی مقدر تھیں اسی طرح باطنی روحانی اقدار کی تفاصیل اور تکمیل ظہور حضور a کے عشاق وتبعین یعنی اولیاء اللہ کے ہاتھوں ہونا تھا۔ بہرحال اصولی طور پر شرعی ظواہر وبواطن اور روحانیت کا کمال ہو چکا تھا۔ مادی اعتبار سے دنیا کو ابھی بہت سی منزلیں طے کرنی تھیں۔ چنانچہ آنحضرت a نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر اور اپنی دوررس بصیرت سے تقارب اماکن کثرت غنا (گانے بجانے کی کثرت) ملاحم (عظیم لڑائیوں) اور مادی غلبہ کی خاص خاص باتیں بتادی تھیں اور ساتھ ہی دینی کمزوریوں اور وہن یعنی کراہیت موت وحب دنیا کی اطلاعات بھی دے دی تھیں۔

اس تمہید سے بخوبی یہ بات سمجھ میں آجاتی ہے کہ تخلیق کائنات کا مقصد پورا ہو جانے کے بعد دنیا کی بساط الٹنے اور وسیع وعریض مخلوقات کو سمیٹنے کا کام شروع ہو جانا چاہئے۔ اس صورت میں سوائے اس کے کہ ہر آنے والا دن زوال پذیر حالات کی خبر لائے اور کیا ہونا چاہئے۔

چنانچہ سرور کائنات a کی بعثت نے نہ صرف نبوت کا دروازہ بند کردیا بلکہ آپ کے بعد جو جلیل القدر ہستی روپوش ہوئی ہے اس کی جگہ پر نہیں ہوسکی۔ آپ کے بعد آپ جیسا آنا تو ممکن ہی نہ تھا۔ صدیق کے بعد صدیق جیسا اور فاروق کے بعد فاروق جیسا پیدا نہ ہوا۔ خلفاء راشدین کے بعد خلافت راشدہ ناپید ہوگئی۔ کبار اولیاء اور حفاظ و آئمہ حدیث نیز مجتہدین کے بعد اہل عالم ان جیسے حضرات کی صحبت وفیضان سے ہمیشہ کے لئے محروم ہوگئے۔ حتیٰ کہ شاہ ولی اللہ کے بعد ولی اللہ پیدا نہ ہوئے۔ نہ شیخ الہند کے بعد کوئی دوسرا محمود حسن دیوبندی پیدا ہوا۔ نہ شیخ الاسلام حضرت حسین احمد مدنیؒ کو پھر کسی نے دیکھا نہ علماء میں انور شاہ کشمیریؒ کی نظیر مل سکی۔ نہ حضرت عثمانیؒ آئے نہ حکیم الامت تھانویؒ، نہ مفتی کفایت اللہؒ، اور نہ حضرت لاہوریؒ۔ غرضیکہ جو گیا ان جیسا پھر نہیں آیا۔ وہ مقام خالی ہی رہا۔ چند سالوں میں ہمارے بہت سے اکابر علماء و اولیاء ہم سے جدا ہوئے مگر ان جیسوں کے لئے آنکھیں ترستی ہی رہتی ہیں۔ امیر شریعت بخاریؒ اور حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھریؒ کی وفات کو ابھی دنیا یاد ہی کررہی تھی کہ ان کی آخری نشانی حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھریؒ کی وفات حسرت آیات کی خبر وحشت اثر سے دلوں پر بجلی جیسی گری۔

حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ ان بزرگان دین میں سے تھے جنہوں نے باوجود صاحب جائیداد ہونے کے بھی فخر و مباہات اور ظاہری ٹھاٹھ کو پسند نہیں کیا۔ نہ کسی وقت تواضع و انکسار اور دین دوستی کے جذبات کے تقاضوں کے خلاف کیا۔ دینی شعائر کی پابندی کے ساتھ سارا وقت تبلیغ دین میں خرچ کیا۔ افہام و تفہیم کا جو ملکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مرحمت فرمایا تھا۔ پچھلی صدی میں اس کی مثال مشکل سے ملے گی۔ حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم کی تقریر کے موقعہ پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اسی کام پر مقرر فرمایا ہے۔ آپ نے مسئلہ ختم نبوت اور کلیدی اسامیوں پر ملحدین و مرتدین کے تقرر کے خلاف جو مدلل تقریر فرمائی وہ انہی کا حصہ تھی۔ مجھے یاد ہے کہ جب دارالکفر ربوہ کے پاس قصبہ لالیاں میں ختم نبوت کانفرنس ہوئی۔ اس میں حضرت مولانا مرحوم نے جو فاضلانہ تقریر کرتے ہوئے مسئلہ حیات مسیح علیہ السلام پر دلائل پیش کر کے ان کے جواب کا مطالبہ امت مرزائیہ سے کیا۔ آج تک اس کا جواب امت مرزائیہ نہیں دے سکی۔

حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ نے اپنے پیش رو حضرت امیر شریعت بخاریؒ کے مشن کو پوری طرح نبھایا۔ آپ نے سارے پاکستان میں مجلس تحفظ ختم نبوت کی شاخیں قائم فرمائیں۔ ختم نبوت کا قیمتی اور بہترین دفتر تعمیر کر کے ملتان میں یادگار چھوڑ گئے۔ ختم نبوت کا فتنہ بنا۔ کتوں کے بھونکنے کی پرواہ نہ کرتے ہوئے انتہائی دیانتداری سے مسئلہ ختم نبوت کی خدمت کی اور بلامعاوضہ (بلاتنخواہ) خدمت کرتے ہوئے مبلغین کی ایک بڑی تعداد تیار کر کے اپنے مالک سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

حضرت مولاناؒ کی حقیقت شناسی اور وفاداری کا اندازہ اس ایک واقعہ سے ہوسکتا ہے کہ ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت کے وقت جب کہ ہزاروں مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا۔ جیلوں میں گئے۔ اس سے قبل انہوں نے فیصلہ کیا کہ مبلغین مسئلہ ختم نبوت کے لئے کام بامعاوضہ کریں۔ یہ زیادہ اطمینان بخش اور حقیقی صورت خدمت ہوسکتی ہے۔ اس سکیم کو تقریباً سب نے منظور کیا۔ لیکن میں اپنے ایک عہد کی وجہ سے انکار کرتا رہا۔ آخرکار حضرت مولانا نے

مجھے منوالیا اور شاید ڈیڑھ سو روپے ماہوار گذارہ مقرر کر کے اس کام پر لگایا۔ مگر خدا کی شان کہ جلدی ہی تحریک ختم نبوت شروع ہوگئی۔ حضرت مولانا نے مجھے حکم دیا کہ تم گرفتاری نہ دینا۔ دفتر میں رہنا ضروری ہے۔

(دفتری کاروبار کرنا ہے) پھر ہمارے قیمتی نوجوان عالم ربانی حافظ حمید اللہ صاحب فرزند حضرت قطب ربانی مولانا احمد علی صاحب لاہوریؒ نے عین موقع پر دہلی دروازے سے باہر گرفتاری سے روک کر روپوش ہونے پر مجبور کردیا۔ بہرحال جب تحریک گذر گئی اور اکابر علماء جیلوں سے باہر آگئے حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ نے ان جیسوں مبلغین کو پورے سال کی تنخواہیں ادا فرمادیں۔ جو سال انہوں نے جیل میں گذارا تھا اس سلسلہ میں مجھے بھی لکھا۔ مگر میں نے جواب دیا کہ اپنے کو اس کا مستحق نہیں سمجھتا۔ جب کام نہیں کیا تو تنخواہ کیسی۔ پھر کام بھی اپنا فرض ہے۔ مولانا نے اٹھارہ سو روپے کی بجائے میری رضامندی سے شاید دو سو روپے میرے نام بھیج دیئے۔ لیکن ہمیشہ میرے اس انکار کا ان کے قلب مبارک پر اثر تھا اور کسی وقت بھی کسی کو مجھ پر بدگمانی کرتے دیکھتے تو جواب دے کر تردید کرتے۔ اس سلسلے میں یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ بعض لیڈروں نے اس تحریک میں تھوڑی بہت خدمت کی۔ انہوں نے مولانا سے آٹھ دس ہزار روپیہ وصول کیا۔ بہرحال حضرت مولانا مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے ان گنت خوبیاں عطاء فرمائی تھیں جن کو ساتھ لے جاکر وہ ہم سے جدا ہوگئے۔ اب جنت ہی میں انشاء اللہ تعالیٰ ملاقات ہوگی۔

مجلس احرار اسلام کانگرس سے بعض خصوصی مسائل کی وجہ سے علیحدہ ہوگئی اور باوجود جنگ آزادی کی حمایت کرنے کے تمام دینی تحفظات کے لئے سربکف میدان میں کھڑی رہی۔ اس کی روح امیر شریعتؒ تھے۔ دماغ چوہدری افضل حق اور امیر مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی تھے۔ اس اسلامی فوج کا میمنہ وغیرہ شیخ حسام الدین اور ماسٹر تاج الدین انصاری تھے۔ ان حضرات نے اپنے گرد پنجاب، سرحد، سندھ اور یوپی کے مخلص کارکنوں کا جتھہ جمع کر رکھا تھا۔

یہ جماعت وقت پر اپنا فرض ادا کر گئی اور ان کے وصال سے احرار کا بڑا قافلہ سفر ختم کر کے اللہ کو پیارا ہوگیا۔ ان حضرات نے دوسرا قافلہ تیار کیا تھا جس میں قاضی احسان احمد صاحب شجاع آبادیؒ، مولانا محمد علی صاحب مرحوم پیش پیش تھے۔ احقر بھی بعض دوسرے دوستوں کی طرح اس کاروان کے خادموں میں سے تھا...... اور الحمد للہ تعالیٰ کہ حضرت مفتی کفایت اللہ صاحبؒ، حضرت مدنیؒ، حضرت لاہوریؒ، حضرت امیر شریعتؒ کے مشن کو حتی الامکان پورا کرنے کی سعی کرتے رہے۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم کی وفات نے جو خلا پیدا کیا ہے وہ حسب بیان سابق پر ہونا مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا کو جنت الفردوس نصیب کرے۔ ان کے جانشینوں کو استقامت بخشے اور ہمیں اسی راہ پر لے چلے۔ رب توفنی مسلماً والحقنی بالصالحین ۔ آمین!

ختم نبوت کانفرنس گوجرانوالہ

۱۴ر ستمبر مغرب تا رات گئے جامعہ اشرف العلوم گوجرانوالہ میں ختم نبوت کانفرنس ہوئی۔ حضرت مولانا محمد اشرف ہمدانی، حضرت مولانا حافظ محمد یوسف عثمانی، مولانا محمد عارف شامی، مولانا مفتی کفایت اللہ، مولانا اللہ وسایا، مولانا فقیر اللہ اختر، مولانا مفتی محمد حسن اور دیگر حضرات کے بیانات ہوئے۔

حضرت مولانا اعجاز احمد اعظمیؒ کی رحلت!

سید محمد زین العابدین!

۲۹ر ستمبر ۲۰۱۳ء بروز پیر رات ساڑھے گیارہ بجے انڈیا کے بزرگ عالم دین، صاحب طرز ادیب اور متعدد کتابوں کے مصنف حضرت مولانا اعجاز احمد اعظمیؒ، (خلیفہ مجاز حضرت مولانا عبدالواحد دامت برکاتہم مہتمم جامعہ حمادیہ شاہ فیصل کالونی کراچی) نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون!

تقریباً چار ماہ قبل حضرت مولانا حکیم محمد اخترؒ کی وفات پر دارالعلوم وقف دیوبند کے ترجمان ماہنامہ ندائے دیوبند نے حضرت پر ایک مختصر خاص شمارہ ''مرشد ملت نمبر'' کے نام سے شائع کیا تھا۔ اس خاص شمارہ میں حضرت کی شاہکار تالیف ''معارف مثنوی'' پر سب سے عمدہ مضمون مقالہ کی شکل میں مولانا اعجاز احمد اعظمی کا تھا۔ اس حقیر کے لئے مولانا مرحوم کا یہی پہلا تعارف تھا۔ انہی دنوں ماہنامہ ندائے دیوبند کے مدیر مولانا عبداللہ ابن القمر الحسینی صاحب بھی پاکستان آئے ہوئے تھے۔ ان کی خدمت میں حاضری ہوئی تو ان سے مولانا مرحوم کے بارے میں مزید کچھ معلومات حاصل ہوئیں۔ خیر بات آئی گئی ہوگی۔ مولانا عبداللہ ابن القمر الحسینی بھی انڈیا واپس چلے گئے۔ ہم اپنے روزمرہ کے معمولات میں مصروف ہوگئے۔ آج بروز جمعہ دیوبند کی ویب سائٹ کھولی تو یہ اندوہناک خبر دیکھنے کو ملی کہ پاکستانی بزرگ عالم دین حضرت مولانا عبدالواحد دامت برکاتہم کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا اعجاز احمد اعظمی رحلت فرماگئے۔

کل ہی کی تو بات ہے کہ مولانا مرحوم نے حضرت حکیم صاحبؒ کی حیات وخدمات اور ان کی تالیف پر ایک طویل تاریخی مقالہ سپرد قلم کیا تھا۔ لیکن آج خود مولانا اعظمیؒ تاریخ کا ایک حصہ بن گئے اور کسے خبر تھی کہ حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحبؒ پر تاریخی مقالہ لکھنے والے مولانا اعظمیؒ خود دو چار ماہ بعد وقت کے مؤرخ کا موضوع سخن ہوں گے۔

حضرت مولانا اعجاز احمد اعظمیؒ کے سانحۂ وفات جیسے مناظر روز ہماری آنکھوں کے سامنے سے گزرتے ہیں۔ مگر انہیں دیکھ کر بہت ہی کم لوگ ہیں جو عبرت حاصل کرتے ہوں اور یہ سوچ رکھتے ہوں کہ یہ واقعات صرف دوسروں کے ساتھ نہیں اپنے ساتھ بھی پیش آسکتے ہیں۔ موت ہر ایک کو آنی ہے۔ مولانا اعظمی مرحوم اپنے لئے اتنی ہی زندگی لے کر آئے تھے۔ لیکن کاش کہ ہم ان حادثات سے اپنی زندگی کے لئے کوئی سبق لے سکیں اور دنیا کی اس زندگی کی حقیقت پہچان لیں جس کا کوئی لمحہ یقینی نہیں اور جس طرح سے دنیا کی یہ مختصری زندگی مولانا مرحوم علم وعمل اور اخلاص وتقویٰ کے ساتھ گزار گئے۔ ہماری زندگی میں بھی اس کا کچھ اثر اور رنگ آجائے۔

حضرت مولانا اعجاز احمد اعظمیؒ ۲۸ر ربیع الثانی ۱۳۷۰ھ بمطابق ۵ر فروری ۱۹۵۱ء کو یوپی کے شہر اعظم گڑھ کے ایک گاؤں بھیرہ ولید پور میں پیدا ہوئے۔ والد محترم الحاج قاضی محمد شعیب کوثر اعظمی صاحبؒ ایک بہترین شاعر

تھے۔ کتب کی تعلیم بھیرہ کے مدرسہ رحیمیہ میں حاصل کی۔ پرائمری درجہ پانچ تک پڑھنے کے بعد مولانا عبدالستار بھیرویؒ اور ان کے صاحبزادے مولانا عزیز الرحمٰن سے فارسی اور ابتدائی عربی کی تعلیم حاصل کی۔ پھر جامعہ عربیہ احیاء العلوم میں مزید عربی میں کمال پیدا کیا۔ پھر شوال ۱۳۸۸ھ میں دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے۔ وہاں جلالین، ہدایہ، میبذی وغیرہ کے اسباق چند ماہ تک خطیب الاسلام حضرت مولانا محمد سالم صاحب قاسمی دامت برکاتہم اور حضرت مولانا میاں اختر حسینؒ و دیگر حضرات سے پڑھے۔ پھر کسی عذر کی بناپر دیوبند سے مدرسہ حسینیہ چلہ امروہہ تشریف لے گئے اور وہیں سے ۱۹۷۱ء میں فاتحہ فراغ پڑھا۔ یہاں پر آپ نے مکمل بخاری و ترمذی حضرت مولانا افضال الحق قاسمی سے پڑھیں۔ مسلم شریف حضرت مولانا عطاء اللہ دیوباروی سے، ابوداؤد حضرت مولانا عبدالحیٔ امروہویؒ سے اور شمائل حضرت مولانا عبدالمنان مظفرپوری سے پڑھنے کا شرف حاصل کیا۔

فراغت کے بعد گھر تشریف لے گئے اور سولہ ماہ تک گھر میں رہے۔ اس دوران قرآن کریم مکمل حفظ کیا اور ساتھ ساتھ گاؤں کے نوجوانوں کو قرآن کریم کا ترجمہ بھی پڑھاتے رہے۔ پھر اصل تدریسی زندگی کا آغاز فرمایا۔ آپ کی تدریسی زندگی ۴۲ رسال پر محیط ہے۔ یہاں تک کہ وفات والے دن بھی دو کتابوں کا درس دیا۔ آپ نے جن جن مدارس میں تدریس فرمائی۔ ان میں مدرسہ چلہ امروہہ، جامعہ اسلامیہ ریوڑی تالاب بنارس، مدرسہ دینیہ غازی پور، مدرسہ وصیۃ العلوم الہ آباد، ریاض العلوم گورینی، مدرسہ شیخ الاسلام شیخوپور اور مدرسہ سراج العلوم چھپرہ ضلع مئو شامل ہیں۔

تصوف وسلوک: سب سے پہلے آپ حضرت مولانا حکیم منیرالدین مئویؒ سے بیعت ہوئے۔ اس کے بعد اصلاحی تعلق جانشین مصلح الامت حضرت مولانا قاری محمد مبین سے رہا۔ جبکہ اخیر میں آپ نے حضرت مولانا حماداللہ ہالیجویؒ کے خلیفہ مجاز مولانا عبدالواحد کراچی سے اصلاحی رشتہ استوار فرمایا اور انہی سے آپ کو اجازت وخلافت بھی حاصل ہوئی۔ پسماندگان میں سات صاحبزادے جو کہ سارے کے سارے علم دین سے بہرہ مند ہیں اور تین صاحبزادیاں جن کے خاوند سب کے سب علماء ہیں اور ہزاروں شاگرد وعقیدت مند سوگوار چھوڑے ہیں۔ آپ کی تصانیف کی تعداد ۳۵ رکے قریب ہے۔

آپ کی نماز جنازہ دوسرے دن بعد نماز ظہر مدرسہ سراج العلوم چھپرہ میں آپ کے صاحبزادے مولانا محمد عابد نے پڑھائی۔ بعدازاں مدرسہ کے احاطہ میں ہی اس پیکر علم وعمل کو سپرد خاک کر دیا گیا۔

ان حالات سے اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا مرحوم نے یہ مختصر سی زندگی کتنا جہد وعمل سے گزاری ہے۔ مسلسل ۴۲ رسال تدریس، ۳۵ رکے قریب تصانیف کا ذخیرہ، سلوک واحسان کے زینہ الگ طے کئے۔ میسور کی جامع مسجد میں امامت وخطابت ایک الگ خدمت۔ یقیناً ایسی شخصیت کا سانحۂ وفات پوری امت کا خسارہ ہے۔ حق تعالیٰ شانہ حضرت مولانا اعجاز احمد اعظمیؒ کی بال بال مغفرت فرمائے۔ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ صاحبزادوں اور دیگر شاگردوں وعقیدت مندوں کو آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور امت کو آپ کا نعم البدل نصیب فرمائے۔ آمین!

حضرت مولانا قاری رشید احمد نقشبندی کا وصال!

محمد عبدالرحمٰن جامی!

جامع مسجد الصادق بہاول پور کے امام وخطیب دارالعلوم مدنیہ بہاول پور کے سابق استاذ الحدیث حضرت مولانا قاری حافظ رشید احمد نقشبندی جلالپوری ۳۰؍شوال المکرم ۱۴۳۴ھ، ۷؍ستمبر ۲۰۱۳ء بروز ہفتہ، دوپہر بارہ بجے خالق حقیقی سے جاملے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون!

مولانا قاری رشید احمد نقشبندی نے ۱۹۴۹ء جلالپور پیروالا ضلع ملتان استاذ الحفاظ حافظ محمد صدیقؒ کے گھر آنکھ کھولی۔ آپ کے والد ماجد نے نصف صدی سے زائد دارالعلوم موسویہ نقشبندیہ جلالپور پیروالا میں قرآن حکیم کی تدریس کی سعادت حاصل کی۔ قاری رشید احمد نے قرآن حکیم اپنے والد کے پاس حفظ کیا۔

حفظ کے بعد مدرسہ احسن المدارس بادشاہی جامع مسجد کہروڑپکا میں مفتی اعظم پاکستان مولانا قاضی محمد عاقل قریشی کے بیٹے مولانا قاضی محمد احسن قریشی سے فارسی کی کتب پڑھیں۔ پھر حضرت الشیخ مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ کے ادارہ میں درجہ کتب اور دورہ تفسیر پڑھا۔ کچھ عرصہ مدرسہ عزیز العلوم شجاع آباد میں مفسر القرآن مولانا عبدالعزیز شجاع آبادیؒ سے درجات متوسطہ کی کتب پڑھیں۔ پھر مدرسہ انوریہ طاہر والی میں درجہ موقوف علیہ تک استاذ الاساتذہ مولانا حبیب اللہ گمانویؒ، مولانا منظور احمد نعمانیؒ دیگر اساتذہ سے کسب فیض کیا۔ دورہ حدیث جامعہ خیر المدارس ملتان سے کیا۔

فراغت کے بعد مدرسہ عربیہ رحمانیہ جلال پور پیروالا میں تقریباً تین چار سال تک درجہ کتب اور تجوید کے استاذ رہے۔ ۱۹۷۶ء سے جامع مسجد الصادق بہاول پور میں امامت وخطابت کے فرائض انجام دینا شروع کئے۔ یہ خدمت آخر تک جاری رہی۔ ۱۹۷۹ء سے دارالعلوم مدنیہ بہاول پور میں تدریس شروع کی اور ۲۰۰۷ء تک سوائے ایک سال کے وقفہ کے مسلسل ۲۷ سال تک اسی مدرسہ میں تدریسی خدمات سرانجام دیئے۔

کچھ عرصہ قبل شوگر کے مریض ہوگئے۔ پھر گردوں کی تکلیف دیگر عوارض لاحق ہوئے۔ جمعرات کو بعد نماز عصر غشی میں چلے گئے اور بروز ہفتہ دوپہر کو رحلت فرماگئے۔ پسماندگان میں بیوہ ۶؍بیٹے ہزاروں شاگرد اور متعلقین چھوڑے۔ بروز ہفتہ اڑھائی بجے مرکزی عیدگاہ بہاول پور میں محترم مولانا مفتی عطاء الرحمٰن مدیر شیخ الحدیث دارالعلوم مدنیہ کی اقتداء میں ان گنت علماء قراء، طلباء اور متعلقین نے نماز جنازہ پڑھی۔ چھ بجے شام آپ کے آبائی شہر جلال پور پیروالا میں دوبارہ عیدگاہ لاری اڈہ میں نماز جنازہ ان کے لخت جگر حافظ سلیم الرشید کی اقتداء میں علماء قراء مدارس عربیہ کے طلباء متعلقین نے پڑھی اور آبائی قبرستان میں والدین کے قدموں میں مدفون ہوگئے۔

قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ!

محمد متین خالد!

جبیں پہ سجدے کا نشان، چہرے پر تمکنت، علم وعمل میں سرفراز، دین محمدی a کے سپاہی، شاہین ختم نبوت، خوددار و باحیا حضرت مولانا اللہ وسایا مجاہدین تحفظ ختم نبوت کے سرگرم اور پرجوش سالار ہیں۔ پوری دنیا میں قادیانیت کے خلاف برسرپیکار، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میں ان کا وجود وہی حیثیت رکھتا ہے جو سمندر کی آغوش میں گوہر شب چراغ کو حاصل ہے۔ تحفظ ختم نبوت کے لئے جدوجہد ان کی زندگی کا مقصد ومحور ہے۔ وہ نہ صرف بطل حریت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی جرأت کے وارث ہیں۔ بلکہ اکابرین تحفظ ختم نبوت کی عظمتوں کے امین بھی۔ انہوں نے اپنی تقریر اور تحریر کے ذریعے ہر خاص وعام میں تحفظ ختم نبوت کا وہ شعور پیدا کیا۔ جس کی ضیاء پاشیوں سے ان کے قلب ونظر علمی طور پر آج بھی پوری طرح منور ہیں۔ تاریخ کے سینے میں وہ روشن لمحات محفوظ رہیں گے جب مولانا اللہ وسایا کی للکار اور یلغار سے قصر قادیانیت پر لرزہ طاری ہوا اور قادیانی مافیا کا گاڈ فادر مرزا ناصر اس کی تاب نہ لاتے ہوئے جہنم واصل ہوگیا۔

مولانا اللہ وسایا کا قلم اور اس سے نکلا ہوا ہر لفظ قادیانیت کے لئے منجنیق کا وہ پتھر ہے جو پورے عزم وایمان سے قادیانیت کے ایوانوں پر گر کر ان کا نام ونشان مٹا ڈالتا ہے اور بڑے بڑے قادیانی اور ان کے ہمنواؤں کا زعم برتری، طلسم آزری، ناز آگہی اور دعویٰ دانشوری اس کے ملبے میں دب کر رہ جاتا ہے۔ مولانا اللہ وسایا قادیانیت کے مکروفن کے حیلوں سے بخوبی آشنا ہیں۔ اس لئے ان کی کتب اس فتنہ کے خلاف ایک اتھارٹی کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ان کی شہرہ آفاق کتاب ’’تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء‘‘ اس کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ جس شخص کو بھی اس کتاب کے مطالعے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ وہ یہ حقیقت تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اس زندہ وبیدار کتاب کے آئینے میں اس نے براہ راست اپنی آنکھوں سے تحریک کا مشاہدہ کرلیا ہے۔ عشق کے سوز اور محبت کے گداز میں ڈوب کر لکھی جانے والی یہ ایمان پرور کتاب جب شائع ہوکر تقسیم ہوئی تو مجھے بے شمار لوگوں نے بتایا کہ اس کتاب کے مطالعہ کے دوران ان پر ایسی ایمانی اور وجدانی کیفیات طاری ہوئیں کہ وہ بار بار دھاڑیں مار مار کر روتے رہے۔ اس کتاب کے علاوہ ’’تذکرہ مجاہدین ختم نبوت...... قادیانیت کے خلاف قلمی جہاد کی سرگزشت...... تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء (تین جلدیں)...... آئینہ قادیانیت ...... اور قادیانی شبہات کے جوابات‘‘ مولانا کی قابل ذکر تصانیف ہیں۔

قادیانیت الجھے مکاشفات، بہکے تخیلات، لات ومنات، مہمل نظریات، اندھے مشاہدات اور جنسی تجربات کا فطرت مخالف اور شعور سوز مذہب ہے جس کا ہر پیروکار کفریہ عقل وعقائد کے فالج کا شکار ہے۔ ۲۹ر مئی ۱۹۷۴ء کو دیار جہل ربوہ (حال چناب نگر) میں جو سانحہ پیش آیا۔ اس پر پورا ملک سراپا احتجاج بن گیا۔ ملک

کے طول و عرض میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کا عوامی مطالبہ گونجنے لگا۔ یاد رہے کہ لاکھوں جگر خراش حوادث کے باوجود امت مسلمہ نے ہر دور میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ہمیشہ اپنے خون جگر کا نذرانہ پیش کیا ہے۔ چاہے سر پر موت ہی کیوں نہ کھڑی ہو۔ اس راستہ میں آنے والی ہر مشکل کو انہوں نے ہمیشہ سعادت سمجھ کر بڑی خندہ پیشانی سے قبول کیا۔ حکومت وقت نے اس تحریک کو ہر ممکن طریقے اور حربے سے دبانے کی بھرپور کوشش کی۔ مگر اس کی ہر ترکیب وتدبیر ناکام ونامراد ٹھہری۔

۳۰؍جون ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی میں مولانا شاہ احمد نورانی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کی قرارداد پیش کی۔ جس پر مولانا مفتی محمود، مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری، پروفیسر غفور احمد، مولانا عبدالحق، چوہدری ظہور الٰہی، شیر باز خان مزاری، مولانا محمد ظفر احمد انصاری، مولانا نعمت اللہ، سردار شوکت حیات، علی احمد تالپور اور رئیس عطاء محمد خاں مری سمیت چالیس کے قریب ممبران اسمبلی نے دستخط کئے۔ اس قرارداد میں کہا گیا کہ قادیان کے آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی نے حضور نبی کریم حضرت محمد ﷺ کے بعد اپنے نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کیا۔ قرآنی آیات کا تمسخر اڑایا۔ جہاد کو ختم کرنے کی مذموم کوششیں کیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ قادیانیت سامراج کی پیداوار ہے جس کا مقصد مسلمانوں کے اتحاد کو تباہ کرنا اور اسلام کو جھٹلانا ہے۔ قادیانی مسلمانوں کے ساتھ گھل مل کر اور اسلام کا ایک فرقہ ہونے کا بہانہ کر کے اندرونی اور بیرونی طور پر تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ لہٰذا اسمبلی مرزا قادیانی کے پیروکار قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر آئین پاکستان میں ضروری ترمیم کرے۔

۵؍اگست ۱۹۷۴ء کو صبح دس بجے سپیکر قومی اسمبلی صاحبزادہ فاروق علی خاں کی صدارت میں اسمبلی کا اجلاس شروع ہوا۔ جس میں وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو، وزیر قانون عبدالحفیظ پیرزادہ، وفاقی وزیر برائے مذہبی امور مولانا کوثر نیازی سمیت پوری کابینہ نے شرکت کی۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد قادیانی جماعت کے وفد کو جس کی سربراہی قادیانی خلیفہ مرزا ناصر کر رہا تھا بلایا گیا۔ اسمبلی میں طے پایا گیا کہ کوئی رکن قومی اسمبلی براہ راست مرزا ناصر سے سوال نہ کرے۔ بلکہ وہ اپنا سوال لکھ کر اٹارنی جنرل جناب یحییٰ بختیار کو دیدے جو خود مرزا ناصر سے اس بارے میں دریافت کریں گے۔ دنیا کی تاریخ میں جمہوری نظام حکومت کا یہ واحد واقعہ ہے کہ اکثریت کی بنیاد پر فیصلہ کرنے کے بجائے قادیانی مذہب کے دونوں فرقوں (ربوی ولاہوری) کے سربراہوں کو اپنا اپنا مؤقف پیش کرنے کے لئے بلایا گیا۔

حکومت نے اسمبلی کو ایک کمیٹی کا درجہ دے کر قادیانیت کے مستقبل کا فیصلہ کرنے کا اختیار دیا۔ قومی اسمبلی میں قادیانی کفریہ عقائد کے حوالے سے ان پر تفصیلی جرح کی گئی۔ انہیں صفائی کے تمام مواقع فراہم کئے گئے۔ ۱۳؍روز کی جرح کے بعد دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوگیا۔ اس کارروائی کے نتیجے میں ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کو ملک کی منتخب پارلیمنٹ نے ایک آئینی ترمیم کے ذریعے متفقہ طور پر قادیانی جماعت کے دونوں گروہوں (ربوہ گروپ اور لاہوری گروپ) کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا اور یوں مسلمانوں کا ۹۰ سالہ مسئلہ آئینی طور پر حل ہوا۔

پارلیمنٹ میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کی یہ روداد اتنی دلچسپ، دلنشیں، عوامی، سادہ اور آسان ہے کہ اسے پڑھتے ہوئے ہر قاری پر ایسی کیفیت طاری ہوتی ہے گویا کہ وہ قومی اسمبلی میں بیٹھا براہ راست

خود یہ کارروائی دیکھ رہا ہے۔ مولانا اللہ وسایا مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے ۲۹۵۲ صفحات پر مشتمل ''قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ (۵ جلدیں)'' ایسی قومی وتاریخی دستاویز کو بڑی جانفسل محنت اور عرق ریزی سے تلاش اور پھر تخریج کر کے ایک ملی ودینی فریضے کی تکمیل کی ہے۔ یوں رب العزت نے ہر مسلمان کے دل میں ان کے لئے محبت وعقیدت کے لازوال جذبات پیدا کر دیئے ہیں۔

قادیانیوں کو مسلمانوں کے ساتھ مناظروں اور کج بحثی کا بہت شوق ہے۔ ہر قادیانی چونکہ مذموم عزائم کے پیش نظر مخصوص موضوعات پر اپنے تئیں بھرپور تیاری کے ساتھ مسلح ہوتا ہے۔ اس کے برعکس عام مسلمان ان موضوعات سے تقریباً نابلد ہوتا ہے۔ یوں بظاہر قادیانی کو ایک مسلمان پر عارضی برتری حاصل ہوجاتی ہے پھر پروپیگنڈہ کے زور پر قادیانی فاتح اور مسلمان مفتوح کہلاتا ہے۔ میرے خیال میں اگر کوئی مسلمان اس روداد کا بنظر عمیق مطالعہ کر لے تو دنیا کا کوئی قادیانی اس سے مناظرے اور مجادلے کی جرأت نہیں کرے گا۔

قادیانی ۱۹۷۴ء سے لے کر اب تک یہ کہتے چلے آرہے ہیں کہ اگر یہ کارروائی شائع ہوجائے تو آدھا پاکستان قادیانی ہوجائے گا۔ قومی اسمبلی کی یہ کارروائی شائع ہونے سے قادیانیوں کا دیرینہ مطالبہ پورا ہوگیا۔ لیکن حیرت ہے کہ اس قومی تاریخی دستاویز سے قادیانیوں کے ہاں صف ماتم بچھ گئی ہے۔ کیونکہ اس وقت کے اٹارنی جنرل جناب یحییٰ بختیار مرحوم نے ایک سوال پر کہ ''قادیانیوں کا کہنا ہے کہ اگر یہ روداد شائع ہوجائے تو آدھا پاکستان قادیانی ہوجائے گا۔'' کا جواب دیتے ہوئے کہا تھا کہ ''سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ کارروائی ان کے خلاف جاتی ہے۔ ویسے وہ اپنا شوق پورا کر لیں۔ ہمیں کیا اعتراض ہے۔ ان دنوں ساری اسمبلی کی کمیٹی بنادی تھی اور کہا گیا تھا کہ یہ ساری کارروائی سیکرٹ ہوگی۔ تاکہ لوگ اشتعال میں نہ آئیں۔ میرے خیال میں اگر یہ کارروائی شائع ہوگئی تو لوگ قادیانیوں کو ماریں گے۔'' (انٹرویو نگار منیر احمد منیر ایڈیٹر' ماہنامہ آتش فشاں' لاہور، مئی ۱۹۹۴ء)

سابق اٹارنی جنرل اور معروف قانون دان جناب یحییٰ بختیار نے جس لگن، جانفشانی اور قانونی مہارت سے امت مسلمہ کے اس نازک اور حساس کیس کو لڑا، قادیانی شاطر سربراہوں پر طویل اور اعصاب شکن جرح کے بعد جس طرح ان سے ان کے عقائد وعزائم کے بارے میں سب کچھ اگلوایا۔ بلکہ اعتراف جرم کروایا۔ وہ انہی کا حصہ ہے۔ جس پر وہ صد ستائش کے مستحق ہیں۔ بلاشبہ ان کی یہ خدمت سنہرے حروف سے لکھی جانے کے قابل ہے۔ علاوہ ازیں حضرت مولانا مفتی محمودؒ، مولانا شاہ احمد نورانیؒ اور مولانا ظفر احمد انصاریؒ کی عالمانہ جرح نے بھی نہ صرف قادیانی سربراہ مرزا ناصر کی ''علمیت'' کا پول کھول دیا۔ بلکہ قادیانیت کے بھیانک چہروں اور سربستہ رازوں کی ایسی نقاب کشائی کی جس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ امت مسلمہ ان کی شاندار اور روشن خدمات پر ہمیشہ احسان مند رہے گی۔ صدیوں میں کہیں پیدا ہوتا ہے حریف ''ان'' کا

قادیانیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ اس کارروائی کے نتیجہ میں قومی اسمبلی کا کوئی ایک رکن بھی قادیانی نہیں ہوا۔ کسی رکن قومی اسمبلی نے کارروائی کا بائیکاٹ نہیں کیا۔ کسی رکن قومی اسمبلی نے اجلاس سے واک آؤٹ نہیں کیا۔ کسی رکن قومی اسمبلی نے قادیانیوں کی حمایت نہیں کی۔ اس کے برعکس نہ صرف تمام ارکان نے متفقہ طور پر قادیانیوں

کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ بلکہ قادیانی خلیفہ مرزا ناصر کی ٹیم میں شامل ایک معروف قادیانی مرزا سلیم اختر چند ہفتوں بعد قادیانیت سے تائب ہو کر مسلمان ہوگیا۔ حالانکہ قادیانی خلیفہ مرزا ناصر پوری ٹیم کے ساتھ مکمل تیاری سے بڑی خوشی سے قومی اسمبلی گیا۔ اس کے اسمبلی کے اندر داخل ہونے کا انداز بڑا فاتحانہ، متکبرانہ اور تمسخرانہ تھا۔ اس کا خیال تھا کہ میں تاویلات اور شکوک وشبہات کے ذریعے اسمبلی کو قائل کرلوں گا۔ مگر بری طرح ناکام رہا۔ قادیانی قیادت نے قومی اسمبلی کے تمام اراکین میں ۱۸۰ صفحات پر مشتمل کتاب ''محضر نامہ'' تقسیم کی۔ جس میں اپنے عقائد کی بھرپور ترجمانی کی۔ اس کتاب کے آخری صفحہ پر ''دعا'' کے عنوان سے لکھا ہے کہ ''دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی جناب سے معزز ارکان اسمبلی کو ایسا نور فراست عطا فرمائے کہ وہ حق وصداقت پر مبنی ان فیصلوں تک پہنچ جائیں جو قرآن وسنت کے تقاضوں کے عین مطابق ہوں۔'' سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر قادیانیوں کی دعا قبول ہوئی تو وہ قومی اسمبلی کا یہ فیصلہ قبول کیوں نہیں کرتے؟ اور اگر دعا قبول نہیں ہوئی تو وہ جھوٹے ہیں۔

قادیانی اعتراض کرتے ہیں کہ قومی اسمبلی کی اس کارروائی کو اِن کیمرہ، خفیہ کیوں رکھا گیا۔ یہ کارروائی اخبارات میں روزانہ کیوں شائع نہ ہوئی؟ اس سوال کا جواب قومی اسمبلی کے اس وقت کے سپیکر جناب صاحبزادہ فاروق علی خان نے اپنے ایک انٹرویو میں دیتے ہوئے کہا:

''بحث اور کارروائی کے دوران ایسی باتوں کے پیش آنے کا بھی امکان تھا کہ اگر منظر عام پر آئیں تو مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچ سکتی تھی۔ قادیانی فرقوں کے رہنماؤں کو بھی بلانا تھا۔ ان کا نقطۂ نظر بھی سننا تھا۔ ظاہر ہے وہ جو کچھ کہتے، مسلمانوں کو ہرگز اتفاق نہ ہوتا۔ لہٰذا کارروائی خفیہ ہی رکھنے کا فیصلہ کیا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ناموس رسالت کا مسئلہ نازک اور حساس ہے۔ مسلمان جان بھی قربان کردینا ایک انتہائی معمولی بات سمجھتا ہے۔ لہٰذا کسی بھی خطرناک جذباتی صورتحال سے بچنے کے لئے اس کارروائی کو خفیہ رکھنا ہی مناسب تھا۔ حضور رسالت مآب a کی ذات گرامی کے ساتھ امت کو جو والہانہ عشق ہے۔ اس کو زبان وقلم سے بیان کرنا ناممکن ہے۔ اس خفیہ بحث کا فیصلہ کھلا تھا اور اس فیصلے سے ملت اسلامیہ آج تک مطمئن ہے۔''

(قومی اسمبلی کے سابق سپیکر صاحبزادہ فاروق علی خان سے اختر کاشمیری کا انٹرویو، روزنامہ ''جنگ'' جمعہ میگزین ۳ تا ۹ ستمبر ۱۹۸۲ء)

قادیانی کہتے ہیں یہ ایک یکطرفہ فیصلہ تھا۔ یہ بات لاعلمی اور تعصب پر مبنی ہے۔ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ جمہوری نظام حکومت میں کوئی بھی اہم فیصلہ ہمیشہ اکثریتی رائے کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ لیکن قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کا فیصلہ شاید دنیا کا واحد اور منفرد واقعہ ہے کہ حکومت نے یہ فیصلہ کرنے سے پہلے قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر کو پارلیمنٹ میں آکر اپنا نقطۂ نظر پیش کرنے کے لئے دعوت دی۔ جہاں اٹارنی جنرل جناب یحییٰ بختیار نے اس پر، قادیانی کفریہ عقائد کے حوالہ سے جرح کی۔ مرزا ناصر نے اپنے تمام عقائد ونظریات کا برملا اعتراف کیا۔ بلکہ تاویلات کے ذریعے ان کا دفاع بھی کیا۔ لہٰذا ملک کی منتخب پارلیمنٹ نے ۱۳؍ دن کی طویل بحث وتمحیص کے بعد آئین کے آرٹیکل ۱۰۶؍ اور ۲۶۰؍ کی شق ۳؍ میں ترمیم کرتے ہوئے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ لیکن قادیانیوں نے حکومت کے اس فیصلہ کو آج تک تسلیم نہیں کیا۔ بلکہ الٹا وہ مسلمانوں کا

تمسخر اڑاتے ہیں اور انہیں سرکاری مسلمان ہونے کا طعنہ دیتے ہیں۔ وہ خود کو مسلمان اور مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں اور آئین میں دی گئی اپنی حیثیت کو تسلیم نہیں کرتے۔

قادیانی کہتے ہیں کہ اس وقت اراکین اسمبلی کی اکثریت زانی اور شرابی تھی۔ انہیں کوئی حق حاصل نہ تھا کہ وہ ایسا فیصلہ کرتے۔ قادیانیوں سے پوچھنا چاہیے کہ انہوں نے اس وقت اسمبلی کا بائیکاٹ کیوں نہ کیا؟ کیا انہیں وہاں زبردستی لے جایا گیا تھا؟ حالانکہ وہ تو وہاں گئے ہی اس لئے تھے کہ قومی اسمبلی جو بھی فیصلہ کرے گی۔ ہمیں قبول ہوگا۔ عجیب بات ہے کہ اگر قادیانیوں کو پارلیمنٹ غیر مسلم اقلیت قرار دے تو وہ زانی اور شرابی، اگر سپریم کورٹ انہیں کافر قرار دے تو یہ کہنا کہ یہ تو انگریزی قانون پڑھے ہوئے ہیں۔ انہیں شریعت کا کیا علم؟ اور اگر علمائے کرام انہیں غیر مسلم کہیں تو یہ اعتراض کہ ان کا تو کام ہی یہی ہے۔

بہت کم ایسی کتابیں ہوتی ہیں جن کا مطالعہ ناگزیر ہوتا ہے۔ زیر نظر کتاب بھی انہی کتابوں میں سے ایک ہے۔ ہر مسلمان کو اس کے مطالعہ سے استفادہ کرنا چاہیے۔ ارباب دانش کی رائے ہے کہ نسل نو کی فکری راہنمائی کے لئے یہ کتاب تعلیمی اداروں اور دینی مدارس کے نصاب کے لئے بے حد موزوں اور مفید ہے۔ انشاء اللہ! مولانا اللہ وسایا کی اس کاوش کو علمی و مذہبی حلقوں میں بے حد پذیرائی حاصل ہوگی۔ یہ قومی و تاریخی دستاویز ''قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ'' جس کا مدتوں سے انتظار تھا۔ وقت کی اہم ضرورت کو پورا کرتی ہے۔ تاریخ کے نازک لمحات محفوظ کرنے پر مولانا اللہ وسایا پوری امت مسلمہ کی طرف سے بے حد مبارک باد کے مستحق ہیں: اللہ کرے زور قلم اور زیادہ!

ختم نبوت کانفرنس بنوں

ضلع بنوں میں ۷؍ستمبر کی عظیم الشان فتح کی خوشی میں ختم نبوت کانفرنس منعقد کر کے عوام الناس میں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت اجاگر کی گئی۔ کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے شہر کے جامع مساجد کے خطباء سے ملاقاتیں کی گئیں۔ تاکہ عوام الناس کو عقیدہ ختم نبوت پر روشنی ڈال کر کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی جائے اور اسی سلسلہ میں شہر کے مدرسوں کے مہتمم حضرات سے بھی ملاقاتیں ہوئیں۔ تلاوت کلام پاک کا شرف قاری گل نذر دین صاحب کو حاصل ہوا جس کی مسجد میں کانفرنس منعقد ہوئی تھی۔ مولانا حمید اللہ صاحب نے نعت شریف پیش کی۔ مولانا شمس الحق، امام یوسف، قاری عبداللہ امیر جمعیت علماء اسلام ضلع بنوں، ٹانک کے مفتی نور اللہ اور اسلام آباد کے مولانا محمد طیب فاروقی صاحب نے بیانات کئے۔ جس میں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور فضیلت کے ساتھ ساتھ حکومت خیبر پختونخواہ اور خاص کا عمران خان سے مطالبہ کیا گیا کہ حال ہی میں لطیف خان قادیانی کو ایڈووکیٹ جنرل بنایا گیا ہے۔ اس کو فوری طور پر معزول کیا جائے اور آئندہ کے لئے کلیدی عہدوں پر اس ناپاک کافروں کا مسلط نہ کیا جائے۔ اس کے بعد پریس کلب تک ریلی نکالی گئی اور پریس کلب کے قریب بھی مولانا مفتی عبدالغنی، مولانا عبدالرزاق مجاہد اور دیگر حضرات کے بیانات ہوئے اور خاص طور پر قادیانی مصنوعات سے بائیکاٹ پر لوگوں کو آمادہ کیا گیا۔ کانفرنس اور ریلی مفتی عظمت اللہ سعدی کے زیر سرپرستی ہوئیں۔ الحمدللہ! بہت اچھے تاثرات مرتب ہوئے۔

فتنہ قادیانیت اور اسلامی اصطلاحات!

قسط نمبر:1 مولانا شاہ عالم گورکھپوری نائب ناظم مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند!

نَحمدُہٗ و نُصلی علیٰ رَسولہ الکریم ،امّا بعد !

مرزائیوں پر اسلامی اصطلاحات استعمال کرنے سے جو غلط نتائج سامنے آئے ہیں وہ ہم سب پر عیاں ہیں۔ زیادہ تر مسلمان ، ہماری زبان سے سن کر مرزائیوں کے معبد کو مسجد، مرزائیوں کے پنڈتوں کو عالم ، حافظ اور اُن کی سازشی منصوبہ بندیوں کو مذہب سمجھ بیٹھتے ہیں جبکہ اُن کا قلبی میلان مرزائیوں کی جانب ہرگز نہیں ہوتا۔ اور ایسے مسلمانوں کو جب مرزائیوں کے ”مرزاڑے“ میں نماز پڑھنے سے روکا جاتا ہے تو وہ شکایت کر بیٹھتے ہیں کہ جب ان کا معبد مسجد ہے اور آپ لوگ بھی مسجد ہی کہتے ہیں تو اُس میں نماز پڑھنے سے کیوں روکا جاتا ہے۔ اسی طرح جب اُن کے پرچارک عالم حافظ کہے جاتے ہیں تو اُن سے دینی مسائل معلوم کرنے سے کیوں روکا جاتا ہے۔ اس بیماری کا واحد حل یہی ہے کہ حتی الامکان تحریر و تقریر میں مرزائیوں پر اسلامی اصطلاحات استعمال نہ کی جائیں۔ بلکہ جو اصطلاحات غیر مسلموں کے لئے ہیں وہی یا اُس سے قریب قریب دوسرے الفاظ و اصطلاحات استعمال کیے جائیں۔ اس سے مسلمان خود بخود قادیانیوں کو کافر اور غیر مسلم سمجھیں گے اور حقیقت اُن پر واضح ہو جائے گی۔

اسی غرض سے زیر نظر کتابچے کی پہلی بار اشاعت تلنگانہ (آندھرا) کی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جانب سے ہوئی تھی۔ یہ مقبولیت عنداللہ ہی کی بات کہی جائے گی کہ تمام ہی اکابر نے حضرت مصنف مدظلہ کے نظریے کی تائید فرمائی اور بعض نے تائیدی کلمات تحریر بھی فرمائے جو اشاعت ہذا میں شامل ہیں۔ اب تیسری بار ”مرکز التراث العلمی الاسلامی تحفظ ختم نبوت دیوبند“ کی جانب سے اشاعت عمل میں لائی جارہی ہے۔ لیکن اس بار حضرت مولانا شاہ عالم صاحب مدظلہ نے اس میں کچھ معمولی حذف و اضافہ فرمایا ہے اور ذیلی عنوانات بھی تجویز فرمائے ہیں نیز دارالافتاء دارالعلوم دیوبند سے تصدیق بھی حاصل کی ہے جس سے اس کی افادیت میں مزید اضافہ ہوا ہے۔ امید ہے کہ علم دوست احباب اس سے استفادہ کریں گے اور اگر کوئی خامی نظر آئے تو مطلع کریں گے۔ محمد جنید قاسمی رانچوی

مرکز التراث العلمی الاسلامی لتحفظ ختم النبوۃ دیوبند

حضرت مولانا مفتی سید صدیق احمد صاحب مدظلہ ...... ناظم مجلس تحفظ ختم نبوت تلنگانہ (اے پی)

نحمدہٗ وَ نُصلّی علیٰ رَسُولِہِ الکَرِیم امّا بَعْد!

اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورۂ بقرہ آیت نمبر ۱۰۴ میں اہل ایمان کو اس بات کا پابند کیا ہے کہ وہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن گستاخانہ تحقیر و تمسخر آمیز لب ولہجہ اور طرز تکلم سے اپنے آپ کو بچائیں جو دشمنان اسلام استعمال کرتے ہیں۔ اس آیت کے تحت حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے لکھا ہے کہ کسی عالم کے جائز فعل سے جاہلوں کے مغالطے میں پڑنے کا خطرہ ہو تو اس عالم کے لئے وہ جائز فعل بھی ممنوع ہوگا۔

اس وقت صورت حال یہ ہے کہ ردّ قادیانیت کے ضمن میں اکثر و بیشتر وہی اسلامی اصطلاحات زبان پر بے اختیار آجاتی ہیں جس سے سامعین پر یہ اثر پڑتا ہے کہ یہ دونوں ہم مذہب، ہمسر، ہم پلہ ہیں۔ جبکہ قادیانیت، کفر وارتداد اور زندیقیت کا نام ہے۔ ہمارا اُن کے لئے اسلامی اصطلاحات کا استعمال کرنا تعبیر کی غلطی معلوم ہوتی ہے لیکن یہ منتج ہے تضلیل پر۔ عوام کا بڑا طبقہ اس سے گمراہ ہو رہا ہے۔ کیوں کہ اُن کی تحریک کے مخصوص مقامات کے لئے وہی الفاظ ہیں جو ہمارے مذہب کے لئے ہیں۔ اگر ہم اس کو علیحدہ کردیں تو دُور تک مفید نتائج برآمد ہوں گے اور بہت بڑے نقصان سے حفاظت ہوگی اور عوام کو بھی مغالطہ میں پڑنے کا خطرہ نہیں ہوگا۔

ضرورت اس بات کی تھی کہ اس پر مستقل کام ہو۔ اگرچہ کہیں کہیں دوسرے متبادل الفاظ مل جایا کرتے ہیں مگر یکجا اور تمام ہی اصطلاحات کو مجموعی طور پر جمع کرنے کا کام اللہ تعالیٰ نے ہمارے محترم کرم فرما مرجعُ الاصاغر ومنایا الأکابر حضرت مولانا شاہ عالم گورکھپوری نائب ناظم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند سے لیا۔ حضرت موصوف کی شخصیت ہم خدام تحفظ ختم نبوت کے لئے قابل قدر ہے۔ حضرت مدظلہ نے اکابر کی کتابوں کی تنقیح، تلخیص، تسہیل، اور تحشیہ کے جہت سے اُمت تک علمی ذخائر کو منتقل کیا جس کی وجہ سے بہت بڑا علمی ذخیرہ آج محفوظ ہے۔ آپ خود بھی اپنے قلم گہربار سے تصنیف وتالیف کے ذریعہ تحفظ ختم نبوت وردّ قادیانیت پر عظیم الشان خدمات انجام دے رہے ہیں جو ختم نبوت وردِّ قادیانیت پر علمی میدان میں کام کرنے والوں کے لئے بہت بڑا قیمتی تحفہ ہے اور برسوں کی محنت کو ضائع ہونے سے بچاتا ہے اور اس غلطی سے ہمیں محفوظ کرلیتا ہے کہ ڈاکو کے ہاتھ میں ہتھیار تھمادیں۔ اور قادیانیت کی دورنگیت اور اس کی فرنگیت کو دُور کرنے میں اس سے بڑی مدد ملتی ہے۔

قادیاناں چہ عجب شانِ دورنگی دارند   مصحف بکف و دین فرنگی دارند

حضرت مولانا شاہ عالم صاحب کی زیر ادارت شائع ہونے والے ’’آن لائن ماہنامہ تحفظ ختم نبوت دیوبند‘‘ کے اداریے میں جب ’’فتنہ قادیانیت یا قادیانیت‘‘ اسی طرح ایک دوسرے عنوان ’’میڈیا میں اسلامی تعبیرات اور فتنہ قادیانیت‘‘ پر جب نظر پڑی تو بندہ خوشی سے جھوم اٹھا کہ مرض کی صحیح تشخیص کے بعد سو فیصد مجرب دوا بھی ہاتھ آگئی۔ ولنعم ما قیل ’’لکل فن رجال و لکل رجال فن‘‘۔ خوشی میں اسی وقت فون اٹھایا اور مرجع العلماء حضرت قاری محمد عثمان صاحب سے مضمون کی اشاعت کے سلسلے میں رابطہ کیا تو حضرت مخدوم نے فرمایا کہ مضمون میری نظر سے گذر چکا ہے اور اس کی اشاعت مفید ہے۔ اسی لمحہ حضرت مولانا شاہ عالم صاحب کو بھی دل کی گہرائیوں سے مبارکباد دی اور مستقل کتابچہ کی شکل میں طباعت کی اجازت بھی حاصل کرلی۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت مولانا شاہ عالم صاحب کی یہ خدمت قادیانیت کی بدباطنی اور زندیقیت پر گرفت کا کام کرے گی اور قادیانیت کے لئے وضع کردہ اصطلاحات کے استعمال سے عوام بھی اُس کی حیثیت عرفی سے واقف ہوجائیں گے۔ اور قادیانیوں کے لئے اسلامی شعائر کے بے جا استعمال سے حفاظت ہوجائے گی۔ مشکل تو یہی تھی کہ قادیانیوں کے لئے متبادل اصطلاحات نہیں تھے، اس لئے وہ اس گھر میں اس جرأت کے ساتھ چوری میں لگے ہوئے تھے جس کو کسی نے خوب کہا ہے۔ چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد۔

حضرت مولانا نے اس چور کو مع چراغ کے پکڑا اور ان کے لئے علیحدہ اصطلاحات پر کتابچہ تصنیف کرکے

اُن کی دُورنگیت وفرنگیت کو آشکارہ کیا اور اسلامی اصطلاحات سے علیحدہ کرکے دُودھ کا دُودھ پانی کا پانی کیا۔ اب کادیانیوں کے لئے چور دَروازے بھی بند ہوگئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت مولانا کی خدمت کو قبول فرمائے آمین!

احقر کی دعوت پر ۲۰۰۸ء میں آں محترم کا سفر نلگنڈہ کا ہوا تھا اسی سفر میں ’’اروئی پلی‘‘ ضلع نلگنڈہ میں ’’مسجد محمدیہ‘‘ کے افتتاح کے موقع پر یہ بیان سننے میں آیا تھا، یہاں کادیانیوں کا مشن ہاؤس اور اُن کی ایک بڑی تعداد نے کادیانیت سے توبہ بھی کی تھی، کیا اہل علم اور کیا غیر اہل علم سبھی اُس بیان سے باغ باغ ہوگئے تھے۔ اسی وقت یہ خواہش کی گئی تھی کہ اس کو مستقل کتابی شکل دے دی جائے تو زیادہ مفید رہے گا۔

میرے لئے مقام مسرت ہے کہ ہمارے ممدوح ہی کے قلم سے ایک دیرینہ آرزو کی آج تکمیل ہوئی۔ فجزاھم اللہ فی الدارین خیراً۔ حماھم اللہ عن شر النوائب۔ میں تمام ہی اکابرین دیوبند کی خدمات کی قبولیت، خاص کر مولانا کے قابلِ قدر خدمات کی قبولیت عند اللہ کے لئے دُعا گو ہوتے ہوئے خادمانِ ختم نبوت سے گذارش کروں گا کہ وہ کادیانیوں کے لئے انہیں اصطلاحات کے استعمال کا اپنے آپ کو پابند کرلیں جو اس وقت مولانا کے قلم سے سامنے آرہی ہیں تاکہ کادیانیوں کو ’’کلمة حق أريد بها الباطل‘‘ کا موقع نہ مل پائے اور حکم ربانی پر بھی ہماری عمل آوری ہو۔ ’’ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا وَ اسْمَعُوْا ‘‘(پ۱، آیت۱۰۴)

اخیر میں یہ عرض کردینا غیر مناسب نہ ہوگا کہ مجلس تحفظ ختم نبوت نلگنڈہ کا قیام کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دار العلوم دیوبند کی زیر نگرانی ۱۹۹۳ء میں عمل میں آیا تھا۔ الحمد للہ کل ہند مجلس کے ذمہ داران اور مخدوم مکرم حضرت مولانا عبد العزیز صاحب رکن مجلس شوریٰ دار العلوم دیوبند کی مسلسل سرپرستی مجلس کو حاصل ہے۔ حضرت مولانا سید احسان الدین صاحب ناظم دار العلوم نلگنڈہ و نائب صدر جمعیۃ علماء ریاست آندھرا پردیش کی زیر صدارت روز قیام سے ہی مجلس اپنے علاقے میں متحرک اور فعال ہے۔ اب تک مجلس کی زیر نگرانی ۱۲۰ گاؤں کو کادیانیت کی نجاست سے پاک کیا جاچکا ہے۔ اہل خیر کے تعاون سے ستر مساجد کی تعمیر عمل میں لائی گئی ہے اور پندرہ مکاتب مستقل مجلس کی زیر نگرانی کام کررہے ہیں۔ مقامی زبان میں اب تک ۴۰ سے زائد پمفلٹ طبع کرائے جاچکے ہیں۔ اسی سلسلے کی ایک نیک کڑی اس کتابچہ کی طباعت بھی ہے۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی خدمات کا دائرہ مزید وسیع کرے اور اِن خدمات کو اور ہمارے معاونین کو اپنی خوش نودی و رضامندی سے نوازے۔ آمین و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه محمد و آله و اصحابه اجمعين۔

دعا گو وجو...... مفتی سید صدیق احمد ...... ناظم مجلس تحفظ ختم نبوت نلگنڈہ ...... ۱۰ شعبان ۱۴۳۱ھ

تائیدی کلمات

باسمہ تعالیٰ وتقدس

مخدوم گرامی قدر جناب حضرت مولانا شاہ عالم گورکھپوری صاحب !زیدمجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی!

آنجناب نے کادیانیوں سے متعلق نئی اصطلاحات پر عمل درآمد کے لیے فرمایا۔ فقیر نے زندگی بھر کادیانیوں کے سربراہ کو خلیفہ نہیں کہا۔ بلکہ ان کے لئے لاٹ پادری یا چیف گرو کے الفاظ استعمال کرتا ہوں۔ اس طرح باقی بھی اس پر

قیاس فرمائیں۔ زندگی بھر ان کے اسلامی اصطلاحات کو استعمال کرنے کے خلاف جدوجہد میں معروف رہا۔ آپ کی تجویز سے سو فیصد اتفاق ہے۔ وہ رسالہ (فتنۂ قادیانیت اور اسلامی اصطلاحات) محترم قاری محمد رفیق صاحب مدظلہ مقیم جدہ کی معرفت مولانا محمد اعجاز صاحب نے عنایت فرمایا تھا۔ اب مہربانی فرما کر اسلامی اصطلاحات کے مقابل میں متبادل کا ایک چارٹ بنا دیں۔ انشاء اللہ اس کو ہر جگہ شائع بھی کریں گے اور محنت و کوشش بھی کریں گے۔ والسلام!

محتاج دعا: فقیر اللہ وسایا......۸/محرم الحرام ۱۴۳۳ھ، بمطابق ۴/دسمبر ۲۰۱۱ء

باسمہ تعالیٰ!

گرامی قدر حضرات مفتیان عظام دار الافتاء دار العلوم دیوبند! زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات از روئے شرع مطلوب ہیں اُمید ہے کہ وضاحت فرما کر ممنون فرمائیں گے۔

(۱) کادیانیوں کو اسلام اور مسلمانوں سے خارج مانا گیا ہے باوجود اس کے یہ دیکھا جاتا ہے کہ اُن کو اُنھی اصطلاحات سے یاد کیا جاتا ہے جو اہل اسلام کے لئے خاص ہیں۔ کادیانیوں کو اسلامی اصطلاحات سے یاد کرنا از روئے شرع جائز ہے یا نہیں؟۔

(۲) راقم سطور نے اس سلسلے میں اپنی کچھ معروضات پیش کی ہیں اور اہل اسلام سے گذارش کی ہے کہ کادیانیوں کو اسلامی اصطلاحات سے یاد نہ کیا جائے بلکہ اُن پر وہ زبان و اصطلاحات استعمال کی جائیں جن سے عام طور پر غیر مسلموں کو یاد کیا جاتا ہے۔ نیز اس سلسلے میں کچھ اصطلاحات بھی پیش کی ہیں۔ دار الافتاء دار العلوم دیوبند سے ان کی تصدیق و تصویب مطلوب ہے تاکہ از روئے شرع اگر یہ درست ہوں تو ان کو طبع کرایا جاسکے۔ معروضات کا مکمل مسودہ پیش خدمت ہے۔ والسلام ! شاہ عالم گورکھپوری دار العلوم دیوبند ۱۶صفر ۱۴۳۳ھ

جواب

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم وباللّٰہ العصمة و التوفیق

حامداً و مصلیاً و مسلماً۔ (۱) کادیانی فرقہ باجماع امت دائرۂ اسلام سے خارج ہے لہٰذا شعائر اسلامی کو کادیانیوں کے اختیار کردہ امور پر اطلاق کرنا درست نہیں بلکہ حتی المقدرت احتراز لازم ہے۔ حدیث شریف، شروح حدیث، فقہ وفتاویٰ نیز خلیفۂ برحق سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اہل ذمہ سے متعلق جو ہدایات جاری فرمائی تھیں اُن سب سے اسی طرح ثابت ہے۔ اعلاء السنن میں ہے" ان امیر المؤمنین عمرؓ فی الصحابة رضی اللّٰہ عنهم ثم عامة الائمة بعده و سائر الفقهاء جعلوا فی الشروط المشروطة علی اهل الذمة من النصاریٰ و غیرهم فی ما شرطوه علی انفسهم ان نوقر المسلمین و نقوم لهم من مجالسنا ان ارادوا الجلوس و لا نتشبه بهم فی شیٔ من ملابسهم قلنسوة اور عمامة او نعلین اوفرق شعر و لا نتکلم بکلامهم ولا نتکنی بکناهم ...... رواه حرب باسناد جید کذا فی اقتضاء الصراط المستقیم للعلامة ابن تیمیةؒ (۴۸)۔

(اعلاء السنن ص ۴۸۷ جلد ۱۲۔ مطبوعہ کراچی)

(ب) فتاویٰ شامی میں ہے:(قولہ و یمیز الذمی)......فلا بد من تمییزھم عنا کیلا یعامل معاملة المسلم من التوقیر و الاجلال و ذالك لا یجوز ......الخ ۔ (تحت مطلب فی تمییز اھل الذمة فی الملبس ۔(ص ۲۷۳ جلد ۳ مطبوعہ نعمانیہ)

حاصل ان جیسی عبارات کا یہ ہے کہ اہل اسلام کو بہت سے امور مذہبی میں اہل ذمہ سے علیحدہ رکھا گیا اور اس سلسلے میں باقاعدہ ہدایات جاری کی جاتی رہیں۔

آج کل دجل و تلبیس کے انداز اور طور و طریق اہل باطل بکثرت اپنا رہے ہیں اس لئے بھی دور حاضر میں شدید ضرورت اس کی متقاضی ہے کہ شعائرِ اسلامی کے لئے تحفظ کی امکانی حد تک مساعی بلیغہ اختیار کی جائیں۔ یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ کچھ امور میں قادیانیوں نے بھی اپنی اور اپنے فرقہ کی خاص خاص اصطلاحات مقرر کر رکھی ہیں کہ جو اہل اسلام سے بالکل جدا ہیں جیسا کہ اُن کے اخبار و رسائل وغیرہ میں اسکے نظائر دیکھے جاسکتے ہیں۔ علامہ ابن تیمیہ "منہاج السنة میں ارشاد فرماتے ہیں: کما ان المسلمین والکفار اذا کان لھٰؤلاء شعار و لھٰؤلاء شعار و حب اظھار شعار الاسلام فی تلك الحالة وھذا واجب فی کل زمان و مکان ۔(ص ۱۵۰ جلد ۹۲) الغرض اسلامی اصطلاحات کا امور قادیانیت پر چسپاں کرنا جائز نہیں اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔

(۲) آپ کا مضمون (منسلک رسالہ) مکمل دیکھا تصدیق کی جاتی ہے کہ مضمون درست اور معروضات سب صحیح ہیں۔ فقط۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد۔ محمود حسن بلند شہری غفرلہ دارالعلوم دیوبند ......۱۴۳۳/۲/۱۷ھ مطابق ۱۲/۱/۱۲/۲۰۱۲ء یوم الخمیس

الجواب صحیح: زین الاسلام قاسمی نائب مفتی دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: وقار علی غفرلہ ...... الجواب صحیح: فخر الاسلام ...... مہر دارالافتاء دارالعلوم دیوبند!

ختم نبوت کانفرنس بہاول پور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام یکم ستمبر بعد نماز عشاء جامع مسجد الصادق بہاول پور میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ صدارت مرکزی نائب امیر صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ نے کی۔ جبکہ مہمان خصوصی امیر مرکزیہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم تھے۔ کانفرنس سے مولانا محمد قاسم رحمانی، مولانا عبدالحکیم نعمانی، مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا ڈاکٹر خالد محمود سومرو نے خطاب فرمایا۔ کانفرنس رات گئے تک جاری رہی۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا محمد اسحٰق ساقی نے سرانجام دیئے۔ جب کہ مولانا مفتی عطاء الرحمن، مولانا شفقت الرحمن، مولانا شمس الدین انصاری، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، قاری غلام یاسین صدیقی، محمد سلیم انصاری، شیخ محمد شاہد سمیت بہاول پور کی دینی قیادت نے خصوصی طور پر شرکت فرمائی۔ علماء کرام نے حکمرانوں سے مطالبہ کیا کہ ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کے عظیم الشان فیصلہ جس میں قادیانیوں کے دونوں گروہوں قادیانی اور لاہوری گروپس کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا، کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے قادیانیوں کی ارتدادی تبلیغ پر مکمل پابندی عائد کی جائے۔

قادیانیت کی مختصر تاریخ!

قسط نمبر:2

ارشد سراج الدین!

قادیانیت سیاسی نقطۂ نگاہ سے

مرزا قادیانی اور ان کے دعوے محض ایک شخص کا ذاتی اور نجی معاملہ نہ ہے بلکہ ان کا ایک سیاسی اور بین الاقوامی (Global) پس منظر ہے۔ بین الاقوامی سیاست کا گہرا شعوری ہمیں مرزا قادیانی اور ان کی تحریک کے خدوخال سمجھنے میں مدد دے سکتا ہے۔ مشرقی ممالک میں بالعموم اور اسلامی ممالک پر بالخصوص انگریزی غلبہ واستبداد کے تین پہلو ہیں۔

۱...... سیاسی غلبہ (Political Domination)

۲...... معاشی لوٹ کھسوٹ (Economic Exploitation)

۳...... فکری اور تہذیبی یلغار (Cultural and Intellectural Imperialism)

ہندوستانی مسلمانوں کو سیاسی اور معاشی طور پر مغلوب کرنے کے بعد انگریزوں کے سامنے بڑا چیلنج اسلام کا فکر وفلسفہ تھا جو بڑا واضح تھا اور انگریزوں کے نوآبادیاتی نظام (Colonialism) کے خلاف مسلسل مزاحمت کے لئے دینی قوت فراہم کرتا تھا۔ انگریزوں کی پریشانی کا اندازہ ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر (W. W. Hunter) کی کتاب Our Indian Musalmans (ہمارے ہندوستانی مسلمان) سے ہوسکتا ہے۔ اس نے واضح طور پر لکھا ہے کہ اسلام کا تصور جہاد برطانوی سلطنت کے لئے مستقل خطرہ ہے۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد انگریزوں نے مسلمانوں پر بے حد تشدد کیا۔ لیکن جب انہیں اندازہ ہوا کہ تشدد کے ذریعے وہ اس جذبے کو ختم نہیں کر سکتے تو انہوں نے جہاد کے خلاف مباحث پیدا کر کے مسلمانوں پر فکری حملہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ مرزا قادیانی اپنے خاندانی پس منظر کی بناء پر اس کام کے لئے آئیڈیل تھے۔ چنانچہ مرزا قادیانی زور وشور سے اپنا یہ کردار ادا کرنے لگے: ”میں سولہ سال سے برابر اپنی تالیفات میں اس بات پر زور دے رہا ہوں کہ مسلمانان ہند پر اطاعت گورنمنٹ برطانیہ فرض ہے۔“ (مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۱۲۸)

”...... گورنمنٹ کو معلوم ہوگا کہ کس طرح بار بار اس جماعت کو تاکیدیں کی گئی ہیں کہ وہ گورنمنٹ برطانیہ کے سچے خیرخواہ اور مطیع رہیں۔“ (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۱۸،۱۹)

مرزا قادیانی انگریز حکام سے مستقل رابطے میں رہے۔ انگریز حکام کے نام مرزا قادیانی کی بہت سی خط وکتابت شائع ہوچکی ہے جس میں گورنمنٹ کی وفاداری اور اس کے کام میں مدد دینے کی خواہش ظاہر کی گئی ہے۔ انگریز حکام خود بھی قادیان آتے رہے۔ چنانچہ فنانشل کمشنر سر جیمز ولسن (Sir James Wilson) نے ۱۹۰۸ء میں قادیان کا دورہ کیا۔ یہ بات بھی اہم ہے کہ مرزا قادیانی کی حفاظت کے لئے ہندوستانی پولیس

اہلکاروں پر اعتماد نہیں کیا جاتا تھا بلکہ مرزا قادیانی نے جب بھی جلسہ کرنا ہوتا تھا انگریز پولیس اور جوان ان کی حفاظت کرتے۔ (بشیر الدین محمود ’’احمد یا آخری دونوں کا پیغمبر‘‘)

مرزا قادیانی اور انگریزوں کا تعلق دراصل ایک Symbiotic Relationship تھا۔ یعنی دونوں ایک دوسرے کی ضرورت تھے۔

’’سو اس نے مجھے بھیجا اور میں اس کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک ایسی گورنمنٹ کے سایہ رحمت کے نیچے جگہ دی جس کے زیر سایہ میں بڑی آزادی سے اپنا کام، نصیحت اور وعظ کا ادا کر رہا ہوں۔‘‘

(تحفہ قیصریہ ص۳۱، خزائن ج۱۲ ص۲۸۳)

مرزا قادیانی کی جماعت انگریز کے بل بوتے پر ترقی کی منازل طے کرنے لگی۔ پہلی جنگ عظیم میں جب انگریزوں نے عراق کو فتح کر لیا تو جماعت احمدیہ نے قادیان میں چراغاں کیا۔ مرزا قادیانی کے خلیفہ انگریزوں کو یوں دعائیں دیتے ہیں: ’’ہماری تو دعا ہے کہ اس گورنمنٹ کو آسمانی گورنمنٹ ہر میدان میں کامیاب کرے اور بصرہ و بغداد تو کیا چیز ہے۔ بلکہ ہماری تو دعا ہے کہ ساری دنیا میں اس کا راج قائم ہو جائے۔‘‘

(الفضل قادیان ج۴، مورخہ ۶ رمئی ۱۹۱۷ء)

دوسری طرف انگریزوں کو مرزا غلام احمد کے پیروکاروں کی شکل میں اعلیٰ قسم کے جاسوس مل گئے تھے۔ ۱۹۲۳ء میں روس نے محمد امین قادیانی نامی ایک شخص کو گرفتار کیا جو انگریزوں کے لئے جاسوسی کر رہا تھا۔ ۱۹۲۵ء میں افغانستان میں ملا عبدالحکیم اور ملا نور علی نامی دو قادیانیوں سے ایسی دستاویزات برآمد ہوئیں جن سے پتہ چلتا تھا کہ وہ انگریز حکومت کے جاسوس ہیں اور افغانستان حکومت کا تختہ الٹنا چاہتے ہیں۔ جاوا میں جاپانی حکومت نے ۱۹۴۲ء میں قادیانی جاسوسوں کو گرفتار کیا۔ قادیانی مبلغ عبدالواحد نے مرزا محمود کو ۲۲ رفروری ۱۹۴۶ء کو اس بارے میں بذریعہ خط اطلاع دی۔

(الفضل قادیان مارچ ۱۹۴۶ء)

اپنی جماعت کے قیام سے پہلے مرزا قادیانی مالی لحاظ سے کمزور تھے۔ وہ اپنی کتابیں شائع کرنے کے لئے عوام الناس سے چندے کی پرزور اپیلیں کیا کرتے تھے۔ لیکن کچھ ہی عرصے میں ان کے اپنے بقول، وہ دور دراز کے اسلامی ممالک میں جہاد کے خلاف لٹریچر تقسیم کرانے لگے۔ مالی اور انتظامی طور پر اس لٹریچر کی تقسیم آخر کیسے ممکن ہوئی؟ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ برطانوی صیہونی ذرائع اس مواد کی تشہیر و اشاعت کے ذمہ دار تھے اور انٹیلی جنس کے اراکین اسے عرب دنیا میں پھیلاتے تھے۔ چنانچہ قادیانی جماعت کے سرکردہ راہنما اور پاکستان کے سابقہ وزیر خارجہ چوہدری ظفر اللہ خان نے ۱۷ ردسمبر ۱۹۸۲ء روزنامہ جنگ لاہور کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا تھا: ’’جماعت احمدیہ کا اسرائیل میں اسرائیل کے قیام سے پہلے کا دفتر موجود ہے۔‘‘

مرزا قادیانی کے پوتے مرزا مبارک احمد نے اپنی کتاب Our Foreign Missions (ہمارے فارن مشنز) میں اقرار کیا ہے:

"The Ahmadiyya Mission in Israel is situated in Haifa at

Mount Karmal. We have a mosque there, a Mission House, a library, a book depot, and a school. The Mission also brings out a monthly, entitled Al-Bushra which is sent out to thirty different countries acessible through the medium of Arabic. Many works of the Promised Massih have been translated into Arabic thorugh this Mission." (Our Foreign Missions by Mirza Mubarak Ahmad)

’’اسرائیل میں احمدیہ مشن حیفا میں ماؤنٹ کرمل کے مقام پر واقع ہے۔ وہاں پر ہماری مسجد، مشن ہاؤس، لائبریری اور سکول ہے۔ مشن البشریٰ کے نام سے ایک ماہنامہ بھی شائع کرتا ہے جو عربی زبان میں ۳۰ مختلف ممالک میں بھیجا جاتا ہے۔ اس مشن کے ذریعے سے مسیح موعود کی بہت سی تصانیف کو عربی زبان میں منتقل کردیا گیا ہے۔‘‘

(آور فارن مشنز، مرزا مبارک احمد)

’’یروشلم پوسٹ‘‘ کے ۲۲؍نومبر ۱۹۸۵ء کے شمارے میں ایک تصویر چھپی جس میں اسرائیل کے صدر کے سامنے دو افراد مؤدب بیٹھے ہیں۔ ایک کا نام شیخ شریف احمد امینی اور دوسرے کا شیخ محمد حمید ہے۔ شیخ امینی اپنے گروہ کے نئے سربراہ شیخ حمید کا اسرائیل کے صدر سے تعارف کروا رہے ہیں اور مرزائیوں کو اسرائیل میں جو آزادیاں حاصل ہیں ان پر اسرائیلی حکومت کا شکریہ ادا کر رہے ہیں۔ یہ بڑی معنی خیز تصویر ہے۔ جن لوگوں کو اسرائیل کی اصلیت معلوم ہے اس کا اندازہ صرف وہی لوگ لگا سکتے ہیں کہ ایک ایسے گروہ کے ساتھ وہاں کی حکومت کے قریبی اور گہرے تعلقات کا مطلب کیا ہوسکتا ہے جس کے رخصت ہونے والے سربراہ کو اسرائیل کا صدر ذاتی طور پر الوداع کہے اور آنے والے کا خیر مقدم کردے۔

لکڑی کا قرآن مجید اعجوبہ روزگار

ماہر ہینڈی کرافٹ سلانوالی حافظ محمد تنویر رؤف آف فروکہ ضلع سرگودھا نے دنیا کا سب سے بڑا لکڑی کا قرآن پاک تیار کرکے مسلمانوں کو حیرت میں ڈال دیا ہے کہ اتنا بڑا عظیم کارنامہ جو کہ رہتی دنیا تک مثال بن کر رہے گا۔ یہ قرآن پاک تیار کرنے میں ۲۸؍ماہ لگے ہیں جس کا ۶۰۸ گرام پندرہ کلو وزن ہے۔ قابل دید جاذب نظر ہے۔ صفحات ۵۵۰ ایک پارہ ۱۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ ایک صفحہ پر ۱۶ لکڑی کی سطریں لکھی ہوئی ہیں۔ قرآن پاک کا سائز صفحہ کی چوڑائی ۲۴ انچ اور لمبائی ۴۰ انچ ہے۔ اس کی تیاری میں تقریباً ۱۲ لاکھ روپے خرچ ہوئے ہیں۔ دنیا کا واحد قرآن پاک ہے جس میں لکڑی کے حروف لکھے گئے ہیں۔ ذہین ماہر ہینڈی کرافٹ حافظ محمد تنویر رؤف نے صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ یہ میری دلی خواہش تھی۔ ایک نیک عجوبہ دنیا میں قائم کر جاؤں۔ اب یہ میری خواہش پوری ہوگئی۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر کہ میں قابل دوستوں کے تعاون سے اس مقصد میں کامیاب ہوگیا ہوں۔ اس قرآن پاک میں لکڑی سے بہترین خطاطی کی گئی ہے۔ قرآن کا دیدار کرنے والے ہر مکتبہ فکر کے لوگوں اور دینی مذہبی اسلامی جماعتوں، صحافی محمد اقبال آزاد سرگودھا، حافظ محمد تنویر رؤف کی کوششوں کو سراہا ہے۔ ان کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔

احتساب قادیانیت جلد ۵۱ کا مقدمہ!

مولانا اللہ وسایا!

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۰ امابعد!

محض اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے احتساب قادیانیت کی جلد اکاون (۵۱) پیش خدمت ہے۔ اس جلد میں دس عدد کتابیں شامل اشاعت ہیں۔ جن کی تفصیل یہ ہے:

۱...... آئینہ مرزا یا مرزائی ناول: حضرت مولانا عبدالغنی کوہاٹی اس کے مصنف ہیں۔ ناول کی طرز پر اس کتاب کو لکھا ہے۔ قادیانی فتنہ سے متعلق جدید انداز تفہیم اپنایا گیا ہے۔ ابتداء میں یہ کتاب سٹیم پریس راولپنڈی میں باہتمام مہتہ کشن چند موہن پرنٹر کے ہاں شائع ہوئی۔ پاکستان بننے سے بہت پہلے کی شائع شدہ ہے۔ کتاب خوب دلچسپ ہے۔ پہلے ایڈیشن کے ۲۴۰ صفحات تھے۔ اب دوسرا زیر نظر ایڈیشن جو آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس کے صفحات ۲۴۲ ہیں۔ گویا طابق النعل ہو گیا۔ کم وبیش پون صدی بعد اس کتاب کی دوبارہ اشاعت ہم اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔

۲...... ضرورت رسالت (حصہ اوّل):

۳...... ضرورت رسالت (حصہ دوم): ان کے مؤلف حضرت مولانا سلطان محمود صاحب ہیں جو مدرسہ عالیہ فتح پوری دہلی کے صدر مدرس تھے۔ بہت پہلے کی شائع شدہ ہے۔ اس کے پہلے ایڈیشن کے ٹائٹل پر یہ تعارف شائع کیا گیا تھا۔ ''اس رسالہ میں مسئلہ نبوت ورسالت کے تمام پہلو دلائل عقلیہ ونقلیہ سے واضح کئے گئے ہیں اور اس رسالہ کے دو حصے کر دیئے گئے ہیں۔ حصہ اول میں مطلق نبوت ورسالت کی تشریح کی گئی ہے جو مشترک ہے تمام انبیاء علیہم السلام میں، اور حصہ دوم میں خاص جناب رسول اللہ a کے افضل الرسل وخاتم الانبیاء ہونے کی تشریح ہے اور ان دونوں حصوں میں اصل مسئلہ کی تشریح کے علاوہ مخالفین اسلام کی تردید بھی نہایت مدلل طریقہ سے کی گئی ہے۔ خصوصاً مرزائیوں اور عیسائیوں کی۔''

۴...... صدع النقاب عن جساسة الفنجاب: اس رسالہ کے مرتب حضرت مولانا سید محمد ادریس سکروڈھوی مدرس دارالعلوم دیوبند ہیں۔ رسالہ کا نام اس خوبصورتی سے تجویز کیا کہ کمال کر دی۔ ''صدع النقاب'' ابجد کے حساب سے ۱۳۴۳ھ بنتے ہیں۔ جو کتاب کی اشاعت کا سن ہجری ہے اور ''جساسة الفنجاب'' سے ابجد کے حساب سے ۱۹۲۵ء بنتے ہیں۔ جو کتاب کی اشاعت کا سن عیسوی ہے۔ حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ نے اپنی تالیف ''اکفار الملحدین فی شئی من ضروریات الدین'' میں ایک قصیدہ بزبان عربی قطعہ انجاز یہ نظم فرمایا تھا۔ حضرت مولانا سید محمد ادریس سیکروڈھوی جو حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کے شاگرد تھے۔ آپ نے اس قصیدہ کو بمع ترجمہ وتشریح کے اس رسالہ میں شائع فرمایا۔ خوب علمی تحفہ ہے۔ کاش ہمارے رفقاء اس عربی قصیدہ کو یاد کریں۔

۵...... اسلام اور مرزائیت: یہ مضمون حضرت مولانا عتیق الرحمٰن آرویؒ کا مرتب کردہ ہے۔ جو دارالعلوم دیوبند کے مبلغ تھے۔ آپ کا یہ مضمون رسالہ ''قاسم العلوم'' دیوبند میں قسط وار ۸ قسطوں میں شائع ہوا۔ جو بعد میں

پمفلٹ کی شکل میں شائع کیا گیا۔ اس جلد میں پیش خدمت ہے۔

۶...... فتنہ قادیانیت: جناب صفوۃ الرحمٰن صابر حیدر آباد انڈیا آندھرا پردیش کے تھے۔ آپ نے یہ رسالہ ترتیب دیا۔ جو اس جلد میں پیش خدمت ہے۔

۷...... قادیانی مسلمان نہیں؟: اس کے مؤلف جناب محمد عبدالرحیم قریشی ہیں جو کل ہند مجلس تعمیر ملت کے سیکرٹری جنرل اور آل انڈیا مسلم لاء بورڈ کے سیکرٹری ہیں۔ آپ نے یہ رسالہ اکتوبر ۱۹۹۰ء میں شائع کیا۔ تبلیغ اسلام سوسائٹی مدینہ منشن حیدر آباد سے یہ شائع ہوا۔ قادیانیوں نے حیدر آباد انڈیا میں پر نکالے۔ مولف نے یہ رسالہ تالیف کر کے شائع کیا۔ قادیانیت بے پروبال ہوگئی۔

۸...... آسمانی کڑک: اس کے مؤلف حضرت مولانا ابوالبیان محمد داؤد پسروری ہیں۔ جو حضرت مولانا نور احمد چوک فرید امرتسر کے صاحبزادہ تھے۔ آپ نے مرزا قادیانی کی تردید میں یہ عمدہ کتاب تالیف کی جو ہر لحاظ سے قابل قدر ہے۔

۹...... کارزار قادیان: یکم اپریل ۱۹۳۶ء میں یہ رسالہ اوّلاً شائع ہوا۔ حضرت مولانا مفتی محبوب سبحانی واعظ کا مرتب کردہ ہے۔ مرزا قادیانی اور اس کا یار غار مولوی محمد علی لاہوری کے درمیان ۸۵ زبردست اصولی اختلافات اس میں قلمبند کئے گئے۔ پڑھیں کہ خوب معرکۃ الاراء چیز ہے۔ ستتر سال قبل شائع شدہ رسالہ کا اس جلد میں شائع ہونا ہم مسکینوں پر فضل ایزدی ہے۔ فلحمدللہ!

۱۰...... کلمہ حق: مولانا محمد حسین سرحدی فاضل دیوبند سیالکوٹی نے ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے قریب قریب میں یہ رسالہ ترتیب دیا۔ حضرت علامہ خالد محمود صاحب نے تقریظ لکھی۔ ہم اسے جلد میں اسے شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ اس جلد میں ۹ حضرات کے دس رسائل شائع ہو رہے ہیں۔ ترتیب پھر تازہ کریں:

۱......	حضرت مولانا عبدالحیٔ کوہاٹیؒ	کی	۱	کتاب
۲......	حضرت مولانا سلطان محمود دہلویؒ	کے	۲	رسائل
۳......	حضرت مولانا سید محمد اویس سکروڈھویؒ	کا	۱	رسالہ
۴......	حضرت مولانا عتیق الرحمٰن آرویؒ	کا	۱	رسالہ
۵......	جناب صفوۃ الرحمٰنؒ	کا	۱	رسالہ
۶......	جناب عبدالرحیم قریشیؒ	کا	۱	رسالہ
۷......	حضرت مولانا ابوالبیان محمد داؤد پسروریؒ	کی	۱	کتاب
۸......	حضرت مولانا مفتی محبوب سبحانی واعظ	کا	۱	رسالہ
۹......	حضرت مولانا محمد حسین سرحدیؒ	کا	۱	رسالہ
	گویا ۹ حضرات کے	کل	۱۰	رسائل وکتب

احتساب قادیانی کی جلد (۵۱) میں شامل اشاعت ہیں۔ فلحمدللہ علیٰ ذالک!

محتاج دعاء: فقیر اللہ وسایا!

۱۲ر جمادی الاوّل ۱۴۳۴ھ، بمطابق ۲۵ر مارچ ۲۰۱۳ء

خس کم جہاں پاک!

ڈاکٹر دین محمد فریدی!

جمعۃ المبارک ۲۶؍جولائی ۲۰۱۳ء کا دن تھا۔ بندہ جمعہ کے پروگرام کے لئے کلورکوٹ جارہا تھا کہ بھکر شہر سے ایک دوست کا فون آیا کہ کہاں ہو؟ میں نے کہا سفر میں۔ اس نے بتایا کہ آج کے اخبارات میں ریسکیو ون ون ٹو ٹو کے دفتر میں افطار پارٹی کی خبر آئی ہے۔ یہ خبر امتیاز احمد قادیانی کی طرف سے شائع ہوئی ہے۔ جو کہ ریسکیو ون ون ٹو ٹو میں کنٹرول روم کا انچارج اور وہی افطار پارٹی اور مسجد کے افتتاح کی تقریب کا انچارج تھا۔ فون سن کر بہت دکھ ہوا۔ کلورکوٹ جانے تک بھکر سے کئی فون آئے۔ ان کو تسلی دی۔ جمعہ کے بعد واپس بھکر پہنچ کر احباب سے مشورہ ہوا۔ ڈی پی او بھکر کی خدمت میں وفد سمیت حاضر ہوا اور درخواست گزاری کہ امتیاز احمد قادیانی نے امتناع قادیانیت آرڈیننس کی خلاف ورزی کی ہے۔ اس کیخلاف مقدمہ درج کیا جائے۔

ڈی پی او نے نامعلوم وجوہات کی بناء پر مقدمہ بنانے سے انکار کردیا اور کہا کہ ڈی سی او سے رابطہ کریں۔ ۲۷؍جولائی کو ڈی سی او اور صاحب سرگودھا میٹنگ میں تھے۔ بندہ نے ۲۹؍جولائی کو وفد ترتیب دیا اور ڈی سی او صاحب سے ملاقات کا وقت مانگا۔ اللہ تعالیٰ نے کرم کیا کہ امتیاز قادیانی کے فیس بک اکاؤنٹ سے قادیانیت کی تبلیغ کے تقریباً پندرہ صفحات پرنٹ کی شکل میں مل گئے۔ ایک قادیانی کی اتنی کھلی دیدہ دلیری پر میں حیران رہ گیا۔ ۲۹؍جولائی کو بندہ مولانا محمد صفی اللہ، مولانا محمود الحسن فریدی اور رانا محمد یعقوب کے ساتھ ڈی سی او بھکر جناب ممتاز حسین زاہد سے ملا۔ وہاں جناب سردار محمد جتیال اے ڈی سی اور جناب اسسٹنٹ کمشنر بھکر بھی موجود تھے۔ انہوں نے درخواست دیکھی۔ اپنے موجود عملہ سے مشورہ کرکے ریسکیو کے انچارج نوید اقبال چودھری کو اپنے دفتر طلب کیا اور ان سے گفتگو کی۔ انہوں نے کمپیوٹر پر اس حرکت سے بالکل لاعلمی کا اظہار کیا اور کہا کہ مجھے قادیانی عقائد کے مندرجات کا کوئی علم نہیں۔ نہ میں نے یہ خیال کیا کہ یہ دفتر کے کمپیوٹر پر یہ حرکت کرتا ہے۔ میرا خیال تو یہ ہے کہ یہ دفتر کا کام کرتا ہے۔ ڈی سی او نے میری درخواست مارک کرکے نوید اقبال چودھری کے حوالے کی اور کہا کہ اس کے متعلق فوراً ریسکیو ہیڈ کوارٹر رپورٹ کرو کہ اس کا تبادلہ کردیا جائے۔ جب انچارج ریسکیو واپس اپنے دفتر پہنچا۔ کمپیوٹر چیک کیا تو ہماری درخواست بالکل درست تھی۔ امتیاز احمد قادیانی کے ہوش اڑ گئے۔ اس کی لن ترانی جو کہ اس نے اپنے کمپیوٹر میں بند کررکھی تھی کہ: ”جماعت احمدیہ کے بارے میں آپ کے ذہن میں جو بھی سوال ہو، کسی مولوی، مفتی، ملا وغیرہ کے پاس نہ جائیں۔ صرف مسلم ٹیلی وژن (MTA) کے براہ راست پروگرام میں سوال کریں۔“ راہ ہدیٰ کے رابطہ نمبر اور اپنے سرکاری کمپیوٹر میں اپنے بیٹے کی تصویر فیڈ کررکھی تھی۔ سب سے دل آزار یہ بات تھی کہ قادیانی سربراہ مرزا مسرور لعین کی تصویر کے نیچے کلمہ طیبہ فیڈ کیا ہوا تھا۔ مرزا قادیانی کی تصویر بھی فیڈ تھی۔ اللہ تعالیٰ ترقی دے جناب ڈی سی او بھکر ممتاز حسین زاہد صاحب کو بروقت گرفت کی ہماری درخواست پر جس تیزی سے عمل ہوا۔ آمین!

تبصرہ کتب!

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے...... ادارہ!

التحقیق المتین فی حیات النبی الامینؐ: مؤلف: مولانا محمد امین: صفحات: ۳۴۴: قیمت: رعایتی

یکصد تیس روپے: ناشر: ادارہ تالیفات ختم نبوت، ۳۸، غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور!

انبیاء علیہم السلام اپنی قبور مبارکہ میں زندہ ہیں۔ آپ a کی ذات اقدس پر دور سے درود شریف پڑھا جائے تو پہنچایا جاتا ہے۔ مواجہ شریف پر کھڑے ہو کر پیش کیا جائے تو آپ a سنتے ہیں اور جواب بھی مرحمت فرماتے ہیں۔ یہ عقیدہ امت میں اجماعی رہا۔ ۱۹۵۰ء سے ۱۹۶۰ء کی دہائی میں ایک شخص کے اعتزال نے امت کی وحدت کو پارہ پارہ کر دیا۔ اس شخص کی اعتزال پسندی کی خوئے بد نے مستقل ایک جماعت یا فرقہ کی شکل اختیار کر لی۔ امام اہل سنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدرؒ کی کتاب ''تسکین الصدور فی احوال الموتی والقبور'' اور ''سماع موتی'' حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینیؒ کی کتاب ''رحمت کائنات'' مولانا سید نور الحسن شاہ بخاری کی کتاب ''حیات الاموات' خصوصاً حیات النبی سید الکائناتؐ'' مولانا سید عبدالشکور ترمذی کی کتاب ''حیات انبیاء کرام علیہم السلام'' مولانا قاری محمد طیب کی کتاب ''حیات الانبیاء'' حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلوی کی کتاب ''القول الحقی فی حیات النبیؐ'' مولانا عبدالقدیر کی کتاب ''ارشاد العلماء، الی تحقیق سند سماع الموتی وحیات الانبیاء'' علامہ خالد محمود کی کتاب ''مقام حیات'' اس مسئلہ کی وضاحت کے لئے لکھی گئیں اور اس مسئلہ پر اتنا جامع اور عمدہ لٹریچر تیار ہو گیا کہ اعتزال پسند طبائع کے لئے فرار کا بہانہ نہ رہا۔ ابھی ماضی قریب میں مولانا نور محمد تونسوی کی کتاب ''قبر کی زندگی'' نے بھی علمی حلقہ میں ایک نام پیدا کیا۔

حال میں کتاب ''التحقیق المتین فی حیات النبی الامینؐ'' لکھی گئی۔ اتحاد اہل سنت کے سربراہ مولانا منیر احمد صاحب منور نے اس کتاب کے متعلق تحریر کیا ہے کہ: ''فرقہ معتزلہ کے مسئلہ حیات سمیت دوسرے عقائد باطلہ کا علماء دیوبند کے عقائد صحیحہ کے ساتھ بحوالہ تقابل کر کے عقائد کو مفصل و مدلل انداز میں پیش کیا ہے۔'' اس موضوع کی نامور علمی شخصیت مولانا نور محمد تونسوی فرماتے ہیں کہ: ''ماشاء اللہ مولانا موصوف و مؤلف التحقیق المتین نے خوب لکھا بلکہ تحقیق کا حق ادا کر دیا۔ پہلے اہل حق کا عقیدہ لکھتے ہیں پھر باطل پرستوں کے عقیدہ کو بحوالہ لکھتے ہیں۔ بعدہ کتاب وسنت کے روشن دلائل سے اہل حق کے مسلک کو مبرہن بناتے ہیں اور منکرین کے دلائل کا مدلل رد کرتے ہیں۔ تمام اوہام اور وساوس کو طشت ازبام کرتے ہیں۔ مولانا محمد امین مؤلف کتاب التحقیق المتین نے کسی گوشہ کو تشنہ تکمیل نہیں چھوڑا۔''

پروفیسر مولانا محمد مکی علی پوری فرماتے ہیں کہ: ''زیر نظر ضخیم کتاب التحقیق المتین فی حیات النبی الامینؐ میں مؤلف حضرت مولانا محمد امین نے انتہائی فصاحت و تفصیل سے جمیع پہلو اجاگر کیے ہیں۔ یکجا انداز قرآن وسنت و اکابر کی عبارات طیبہ، نظریات حقہ، منکرین کی ضلالت آمیزیاں مبرہن کی ہیں۔ تفصیلاً سوالاً جواباً ہر نوع کے ساتھ

اس عقیدہ حقہ کا دفاع فرمایا ہے۔ مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر کے صدر المدرسین اور نامور محقق مولانا غلام رسول دین پوری فرماتے ہیں کہ: ’’ایک مضبوط و مستحکم کتاب التحقیق المتین ہے جو علماء اہل سنت والجماعت علماء دیو بند کے سلسلۃ الذہب کی ایک مضبوط کڑی ہے۔ قرآنی آیات واحادیث نبویہ سے مسئلہ عقیدہ حیات النبی کو مزین فرمایا ہے۔ ہر مسئلہ اور ہر چیز کی شاندار عام فہم انداز میں توضیح وتبیین فرمائی ہے۔ بندہ (مولانا غلام رسول دین پوری) نے مکمل کتاب حرفاً حرفاً پڑھی ہے اور دل سے دعا نکلی ہے اتنی ضخیم کتاب کا لکھنا خاص عنایت خداوندی ہے۔‘‘

ان حضرات علماء کرام کی آراء مبارکہ کے بعد یقینی طور پر کتاب اس لائق ہے کہ علماء، طلباء، عوام وخواص اس کے مطالعہ سے بہرہ ور ہوں۔ مولانا محمد امین مبارکپوری مدرسہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر ضلع چنیوٹ میں درجہ کتب کے استاذ ہیں۔ ان کی یہ کتاب پہلے کے حضرات کی لکھی گئی کتب میں ایک شاندار اضافہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ کاغذ وطباعت عمدہ ہے۔ جلد مضبوط، ٹائٹل چہار رنگا ہے۔ کتاب کی غلطیوں پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ امید ہے کہ کتاب کو ہاتھوں ہاتھ لیا جائے گا کہ ایک علمی خزانہ ہے۔

خطبات قرآن: مؤلف: مولانا قاری محمد اسحاق ملتانی: صفحات: ۴۱۶: قیمت: درج نہیں: ناشر: ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان!

اس کتاب میں اہل علم خطباء اور عوام الناس کے لئے جدید قرآنی تحفہ، قرآن کریم کی عظمت وبرکت، قرآن مجید کے آداب واثرات‘ خصوصیات قرآنی پیغام‘ حکایات واقعات پر مشتمل ۳۰ ر سے زائد مقالات وخطبات سے یہ کتاب مرتب کی۔ جن حضرات کے رشحات قلم سے استفادہ کیا ہے۔ ان میں حضرت تھانویؒ حضرت قاری محمد طیبؒ حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ حضرت مولانا محمد تقی عثمانی‘ پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندیؒ ایسے حضرات شامل ہیں۔ جس سے کتاب کی افادیت وثقاہت آسانی کے ساتھ سمجھ میں آسکتی ہے۔

اصلاحی سبق: افادات: مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی: صفحات: ۳۲۰: قیمت: درج نہیں: ناشر: ادارہ تالیفات اشرفیہ چوک فوارہ ملتان!

حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانویؒ جہاں نامور عالم دین اور مفتی تھے وہاں وہ پیر طریقت رہنما بھی تھے۔ آپ کے ارشاد فرمودہ یک صد اسباق پر مشتمل جدید مجموعہ جس کا مطالعہ علم میں ترقی اور عمل میں برکت ونورانیت کا ذریعہ ہے اور ہر مسلمان مرد وعورت پر سبق نسخۂ اکسیر ہے۔ دل کی دنیا بدلنے والے ایک سو اصلاحی سبق۔ ہر صاحب دل کے لئے یکساں مفید ہیں۔

قادیانیت...... برطانوی سامراج کا خودکاشتہ پودا

’’جناب محمد متین خالد کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ وہ ہمارے ملک کا بہت ہی قیمتی اثاثہ ہیں۔ ان کی درجنوں کتابیں تاریخ اسلام کے سینے پر تاابد زندہ رہیں گی۔ زیر نظر کتاب ’’قادیانیت، برطانوی سامراج کا خودکاشتہ پودا‘‘ جناب متین خالد کی بہت ہی محنت طلب تحقیق ہے۔ وہ بے لاگ محقق ہیں، مصنف، مبصر اور خطیب بھی۔ حب رسول a کی دولت سے مالا مال ہیں۔ ’’ردقادیانیت‘‘ کے لئے جیسے رب تعالیٰ نے انہیں خاص طور پر منتخب

کرلیا ہے۔ مجھے ان کی ثابت قدمی پر رشک آتا ہے‘‘۔ یہ ہیں وہ تاثرات جو معروف ایٹمی سائنسدان جناب ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے جناب متین خالد کی نئی کتاب پر اپنی گرانقدر تقریز لکھتے ہوئے تحریر کئے ہیں۔ یہ کتاب قادیانی مذہب کے عقائد وعزائم، انگریز کی حمایت اور جہاد کی ممانعت پر مبنی ناقابل تردید اور ہوشربا عکسی شہادتوں پر مشتمل ہے۔اس کتاب میں بہت سارے حقائق سے پردہ اٹھایا گیا ہے۔

مثلاً The arrival of British Empire in India نامی رپورٹ کیا ہے؟

آنجہانی مرزا قادیانی ملہمی سے نبوت تک کیسے پہنچا؟ یہود ونصاریٰ اور قادیانیوں کے باہمی گٹھ جوڑ کے پس پردہ کون سے عوامل کارفرما ہیں؟ مرزا قادیانی نے اپنی جماعت کا انگریز کا خودکاشتہ پودا کیوں تسلیم کیا؟ مرزا قادیانی نے انگریز کی حمایت میں خدا تعالیٰ سے کیا عہد کیا تھا؟ معروف ہندو دانشور ڈاکٹر شنکرداس نے قادیانیت کی حمایت کیوں کی؟ غازی علم الدین شہیدؒ کے بارے قادیانی جماعت کا موقف کیا ہے؟ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو کن ’’خدمات‘‘ کے عوض نوبیل پرائز ملا؟ مرزا قادیانی نے برطانوی ملکہ وکٹوریہ کو ’’ستارہ قیصرہ‘‘ نامی خط میں کیا لکھا؟ باؤنڈری کمیشن میں قادیانیوں نے کیا نقطہ نظر پیش کیا؟ سابق وزیراعظم لیاقت علی خان کے قتل کا اصل راز کیا ہے؟ پاکستان میں ہونے والے فرقہ وارانہ فسادات کے پیچھے سچی کہانی کیا ہے؟ ۱۹۷۱ء کی پاک بھارت جنگ میں قادیانی نے کیا گل کھلائے؟ یہ ایسے انکشافات ہیں جنہیں پڑھ کر قاری حیرت کے سمندر میں ڈوب جاتا ہے۔ قادیانیت کا اصل چہرہ پہچاننے کے لئے تلخ اور چونکا دینے والے حقائق وانکشافات پر مشتمل یہ کتاب ایک انسائیکلوپیڈیا سے کم نہیں۔ اسلام اور پاکستان کے دشمنوں کو شناخت کرنا اور ان کے عزائم کو ناکام بنانا ہر محب وطن پاکستانی کا فرض ہے۔ یہ کتاب یقیناً ہر مسلمان کی رہنمائی کرے گی۔ معروف صحافی جناب جبار مرزا اور سابق قادیانی جناب شفیق مرزا کی تقاریز نے کتاب کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ کتاب ۶۵۶ صفحات پر مشتمل ہے اور اس کی قیمت صرف ۶۰۰ روپے ہے۔ ملنے کا پتہ: علم وعرفان پبلشرز الحمد مارکیٹ، ۴۰، اردو بازار لاہور!

50 اجتماعی نکاح مع تحائف

موجودہ پاکستانی معاشرہ دلہن کے ساتھ زیادہ سامان لینے کی ہوس میں مبتلا ہے تو کیوں نہ غریب بے بس بیٹیوں کو ان کی خانگی ضروریات دے کر نکاح کے بندھن میں باندھا جائے تاکہ ان کی محرومیوں کا ازالہ بھی ہو اور نکاح کی سنت بھی زندہ رہے۔ رضویہ ٹرسٹ نے فوری طور پر ایسی 50 یتیم بچیوں کے اجتماعی نکاح مع تحائف کا پروگرام بنایا ہے۔ معاشرہ کی اصلاح وفلاح کے خواہشمند اہل خیر فوری تعاون فرمائیں۔

آن لائن اکاؤنٹ: الائیڈ بینک 0531-0010018634560012

مفتی محمد وحید قادری

ناظم اعلیٰ رضویہ ٹرسٹ (قائم شدہ1985ء)

سنٹرل کمرشل مارکیٹ ماڈل ٹاؤن لاہور

03000515101, 042-35855537

نوٹ: رضویہ ٹرسٹ (رجسٹرڈ) کو دیئے جانے والے عطیات انکم ٹیکس سے مستثنیٰ ہیں

جماعتی سرگرمیاں!

ادارہ!

ختم نبوت کانفرنس اسلام آباد

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے بعد ایک افسر نے رعونت میں آ کر طنزاً کہا۔شاہ جی آپ کی تحریک کا کیا بنا؟ شاہ جی امیر شریعتؒ نے برجستہ جواب دیا کہ اس تحریک کے ذریعہ مسلمانوں کے دلوں میں عشق مصطفی a کی شمع روشن کردی ہے۔ان شاء اللہ! اس کے صدقے قادیانیت اپنے منطقی انجام کو پہنچے گی۔دنیا کی کوئی طاقت اس کو نہ بچا سکے گی۔فیصل آباد دھوبی گھاٹ جلسہ میں امیر شریعتؒ کی تقریر کے دوران کسی نے ایک چٹ بھیج دی لکھا تھا کہ جو لوگ ختم نبوت کی تحریک میں شہید ہوگئے ان کا ذمہ دار کون ہے؟ شاہ جیؒ نے پڑھا اور وجد میں آ کر گرج کر فرمایا: سنو! ان شہداء کا میں ذمہ دار ہوں تم بھی گواہ رہو اور آسمان کی طرف منہ کر کے فرمایا کہ اے اللہ! تو بھی گواہ رہ ان شہداء کا میں خود ذمہ دار ہوں اور جب تک یہ مسئلہ حل نہیں ہوتا۔اگر میں زندہ رہا اور موقع ملا تو پھر بھی ایسا ہی ہوگا۔اگر کل مسلمان حضور a کی مبارک جوتی کے مبارک تسمے پر قربان ہوجائیں تو پھر بھی حق ادا نہ ہوگا۔حضرت شاہ جیؒ کے یہ عشق ومحبت رسول a میں ڈوب کر کہے ہوئے کلمات لوگوں کی سماعت سے ٹکرائے تو لوگ دھاڑیں مار مار کر رونے لگے اور کئی منٹ تک ختم نبوت زندہ باد کے فلک شگاف نعروں سے فضا گونج اٹھی۔چنانچہ ۲۹ رمئی ۱۹۷۴ء کو قادیانی غنڈوں نے چناب نگر ریلوے اسٹیشن پر نشتر میڈیکل ملتان کے طلبہ پر غنڈہ گردی کی جس کے نتیجہ میں قادیانی مسئلہ قومی اسمبلی میں زیر بحث لایا گیا تو پھر کیا ہوا کہ شاہ جی امیر شریعتؒ کے الفاظ کو قدرت نے حرف بحرف صادق کر دکھایا جب ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی منتخب جمہوری حکومت کے دور میں تمام اراکین پارلیمنٹ نے جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی ملعون اور اس کے پیروکاروں کو ان کے کفریہ عقائد کی بنیاد پر ایک متفقہ آئینی ترمیم کے ذریعے غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔اس تاریخ ساز فیصلہ کی یاد میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام عشرہ ختم نبوت منانے کا اعلان ہوا تو ۶ر ستمبر بروز جمعۃ المبارک عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد کے زیر اہتمام سالانہ عظیم الشان تاریخی ختم نبوت کانفرنس مرکزی جامع مسجد لال اسلام آباد میں انعقاد کا اعلان کر دیا گیا۔اس پورے عمل میں محترم قاری حبیب الرحمن نائب امام لال مسجد مکمل معاونت اور سرپرستی فرماتے رہے جبکہ مسجد کمیٹی کے چیئرمین محترم چوہدری محمد یونس اس پورے عمل کو دیکھ کر خوشی کا اظہار فرماتے ہوئے بار بار کہتے جا رہے تھے۔لال مسجد ہمیشہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے مرکز رہی۔تلاوت قرآن کریم کے لئے قاری سعید اللہ ازہری کو دعوت دی۔بعد ازاں قاری زبیر احمد مدرس لال مسجد نے تلاوت کلام کی سعادت حاصل کی اور نعت رسول مقبول a کی سعادت طالب محمد زبیر نے حاصل کی۔جبکہ سٹیج کے انتظام مولانا قاری عبدالوحید قاسمی کے حوالہ کر دیا۔اس نشست کی صدارت مولانا عبدالرؤف مدظلہ نے فرمائی۔

مولانا خلیق الرحمن چشتی نے کہا کہ آج ہماری خوشی کی انتہا نہیں کہ ہم اپنے اکابرین کی پرخلوص محنت کے صدقہ سے عظیم الشان تاریخی فتح کی مناسبت سے یوم ختم نبوت منا رہے ہیں۔مولانا عبدالحلیم قاسمی نے کہا کہ اللہ تعالی

نے قادیانیت کو اس جماعت کے ہاتھوں غیر مسلم اقلیت قرار دلوایا جس کی انہوں نے ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں بھرپور محنت کی تھی۔ مولانا پیر عزیز الرحمن ہزاروی نے فرمایا کہ ہم نے مولانا غلام غوث ہزارویؒ سے یہی سیکھا ہے کہ ناموس رسالت اور تحفظ ختم نبوت کے لئے ہر چیز قربان کی جاسکتی ہے مگر قادیانیت سے سودا بازی نہیں ہوسکتی۔ مولانا قاری محمد زرین نے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ہمارے اکابر کی جماعت ہے جس نے ہمیشہ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اور قادیانیت کی تردید میں بھرپور کردار ادا کیا۔ مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی نے بڑی تفصیل کے ساتھ عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت، قادیانی دجل، اور عالمی مجلس کے بنیادی کردار پر اپنے مخصوص مسحور کن انداز میں روشنی ڈالی مجمع نے خوب داد دی۔ نماز جمعہ کے بعد دوسری نشست کے آغاز قاری عبدالوحید قاسمی کو تلاوت کلام سے ہوا۔

جبکہ اس نشست کی صدارت مولانا خواجہ عزیز احمد مدظلہ نے فرمائی۔ نعت رسول مقبول کے لئے مصعب حسین فاروقی، مولانا مبشر مقبول محترم عطاء الرحمن عزیز کو دعوت دی گئی۔ ہر ایک نے خوب سے خوب تر انداز میں ختم نبوت کے عنوان پر کلام پیش کیا۔ حضرت مولانا قاضی عبدالرشید صاحب نے علمائے راولپنڈی اور وفاق المدارس کی نمائندگی کرتے ہوئے فرمایا کہ ختم نبوت کے لئے ہمارے مدارس، جانیں، عزت و آبرو سب کچھ قربان ہے۔ کانفرنس کے مہمان خصوصی مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا بنیادی کردار ہے۔ مولانا نے فرمایا اس تحریک کے دو حصے اور دو محاذ تھے۔ ایک پاکستان کے کوچہ و بازار تھا تو دوسرا قومی اسمبلی کا فورم۔ بریلوی مکتب فکر کے نامور عالم دین دربار عالیہ چشتیہ گولڑہ شریف کے نمائندہ شیخ عبدالحمید چشتی نے بہت خوب صورت علمی انداز میں عقیدہ ختم نبوت کو بیان کیا اور قادیانیت کی تردید کی۔ مولانا محمد عالم طارق نے کہا کہ ہم نے ناموس صحابہؓ پر اپنی قیادتوں کو قربان کیا۔ ناموس رسالت عقیدہ ختم نبوت کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہ کریں گے۔ حافظ حسین احمد مرکزی راہنما جمعیت علمائے اسلام نے قادیانیت کی آئینی اور قانونی حیثیت کو پارلیمانی انداز میں بیان کیا جو کہ یقیناً اس کانفرنس کا لب لباب تھا۔ مولانا ظہور احمد علوی نے علمائے اسلام آباد کی نمائندگی کی جبکہ مری کے علمائے کرام کی نمائندگی مولانا قاری سیف اللہ سیفی نے کی۔ جبکہ آخری خطاب متکلم اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن کا ہوا جنہوں نے اپنے مخصوص انداز میں عقیدہ ختم نبوت پر اکابرین علمائے دیوبند کی خدمات پر روشنی ڈالی۔

کانفرنس میں پنڈی اسلام آباد کی کثیر تعداد میں علماء نے شرکت کی۔ مولانا نذیر احمد فاروقی، مولانا عبدالغفار، مولانا تاج الدین مدنی، قاری احسان اللہ، مولانا حسین طارق، مولانا طاہر سلطان، قاری سہیل عباسی، مولانا قاضی مشتاق احمد صاحب، مولانا عبدالکریم، مولانا محمد شریف ہزاروی، مولانا شارق احمد صدیقی، مولانا عزیز الرحمن، مولانا اورنگزیب، مولانا قاضی محمد طیب، مولانا فخر الاسلام جبکہ ٹیکسلا سے قاری محمد زکریا، ہری پور سے بھائی سیف الرحمن، سرائے صالح سے مفتی عامر شہزاد، واہ مانسہرہ سے مولانا عبدالقدیر، مری سے قاری سیف اللہ سیفی، علاقہ علی پور فراش سے قاری عبدالرزاق کی قیادت میں وفود نے شرکت کی۔ مولانا زاہد وسیم، مفتی خالد میر نے اپنی ٹیم کے ساتھ مہمانوں کے اکرام کا بہت احسن انداز میں نظم نبھایا جبکہ سعید الرحمن، اسامہ، فیض الرحمن معاویہ نے ان کی معاونت کی۔ کانفرنس کا اختتام حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد مدظلہ کی دعا پر ہوا۔

مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈو آدم کی سرگرمیاں

بحثومرحوم کے قاتل قادیانی ہیں، یوم دفاع ختم نبوت پر عام تعطیل کی جائے۔ قادیانیوں کو کافر قرار دیا جانا اتحاد امت کا نتیجہ تھا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈو آدم کی جانب سے ۷؍ستمبر۱۹۷۴ء کی یاد میں شہدائے ختم نبوت کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے، ٹنڈو آدم و قرب جوار میں گاؤں گوٹھوں میں بھرپور طریقے سے یوم دفاع ختم نبوت منایا گیا۔ کئی مقامات پر بعد ختم نبوت کونشن منعقد کئے گئے، جن کی سرپرستی حضرت علامہ احمد میاں حمادی فرماتے رہے۔ ۷؍ستمبر بروز ہفتہ بعد نماز عشاء ختم نبوت کنونشن بلال مسجد قائد اعظم کالونی میں منعقد ہوا۔ صدارت جامعہ دارالعلوم ختم نبوت کے مدیر مفتی حفیظ الرحمان رحمانی کررہے تھے۔ کونشن میں خصوصی خطابات مولانا قاری کامران احمد اور مولانا عبدالقیوم عباسی کے ہوئے۔ جبکہ مولانا محمد عثمان سموں، حاجی محمد ہاشم، مفتی محمد یعقوب ٹگسی، مولانا حبیب الرحمٰن سعید، علامہ محمد راشد مدنی، مفتی محمد طاہر مکی، مولانا محمد زاہد حجازی، حافظ محمد طارق حمادی، مولانا محمد علی جالندھری کے پرانے ساتھی جناب محمد اعظم جنجوعہ، ثناءاللہ اعظم جنجوعہ، محمد سلیم میمن، حاجی گلزار چانگ، حاجی محمد عمر جونیجو، منور حسین قریشی، حافظ محمد فرقان انصاری، ارشاد احمد قریشی، ودیگر راہنماؤں نے شرکت کی۔

مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈو آدم کا تین سالہ انتخاب

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈو آدم کا سہ سالہ انتخاب صوبائی امیر علامہ احمد میاں حمادی کی زیر صدارت دفتر ختم نبوت ایم اے جناح روڈ ٹنڈو آدم میں ہوا۔ جس میں پانچوں یوسی عہدیداروں اور قرب وجوار کے تمام مجاہدین ختم نبوت نے شرکت کی۔ اجلاس میں متفقہ طور پر آئندہ تین سال کے لئے امیر ڈاکٹر محمد خالد آرائیں، نائب امیر یار محمد ابڑو، ناظم حاجی قادر داد کھوسو، نائب ناظم ملک محمد ارشد خلجی، ناظم تبلیغ محمد ہاشم بروہی، نائب ناظم تبلیغ ذوالفقار نقشبندی، ناظم نشرواشاعت ڈاکٹر لیاقت خاصخیلی، نائب ناظم نشرواشاعت فیض اللہ خان، خازن طارق محمود چانگ، نائب خازن حافظ مشتاق کنڈ حانی، کو منتخب کیا گیا۔ جبکہ شوریٰ کے ممبران کے لئے سابق امیر حاجی محمد عمر جونیجو، ماسٹر عبدالحکیم چانگ، ماسٹر شاہنواز ابڑو، راؤ جمیل احمد، کا انتخاب عمل میں آیا اور مجلس عمومی کے لئے سابق ناظم منور حسین قریشی، بہادر خان مری، ماسٹر خیر محمد کھوسو، محمد ارشاد قریشی کو منتخب کیا گیا۔

ختم نبوت کانفرنس لاہور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر انتظام ۵؍ستمبر جامعہ اشرفیہ لاہور میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت مرکزی نائب امیر مولانا صاحبزادہ عزیز احمد نے کی۔ کانفرنس سے مولانا عبدالغفور حیدری، مولانا محمد امجد خاں، مولانا اللہ وسایا، مولانا پیر عزیز الرحمٰن ہزاروی، جناب لیاقت بلوچ، جامعہ اشرفیہ کے نائب مہتمم مولانا فضل الرحیم، قاری زوار بہادر، مولانا زاہد الراشدی، مولانا قاری جمیل الرحمٰن اختر، مولانا محمد الیاس گھمن، مولانا سید ضیاء اللہ شاہ، مولانا حافظ زبیر احمد ظہیر، حافظ اسعد عبید اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی سمیت کئی ایک علماء کرام نے خطاب کیا۔ علماء کرام نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور ناموس رسالت کی حفاظت کے لئے کسی

بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔ علماء کرام نے ۱۹۷۴ء قومی اسمبلی کی مکمل روئیداد کی اشاعت پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مساعی جمیلہ پر خراج تحسین پیش کیا۔ کانفرنس رات گئے تک جاری رہی۔ جامعہ کے نظماء، مولانا قاری ارشد عبید، حافظ اسعد عبید، مولانا محمد اکرم کشمیری، مولانا مجیب الرحمان، انقلابی ہمہ وقت مہمانوں کے استقبال اور خدمت میں مصروف رہے۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض قاری جمیل الرحمٰن اختر، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے سرانجام دیئے۔ کانفرنس حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مدنیؒ کے خلیفہ مجاز حاجی حافظ صغیر احمد، مولانا محب النبی، پیر سیف اللہ خالد، مفتی انیس احمد مظاہری، مولانا عبدالشکور حقانی، مولانا عبدالنعیم، مولانا فقیر اللہ اختر، مولانا قاری علم الدین شاکر، سید ضیاء الحسن شاہ، قاری نذیر احمد و دیگر علماء کرام نے شرکت کی۔ جبکہ شاعر ابن شاعر سید سلمان گیلانی وقتاً فوقتاً اپنی مسحور کن آواز اور کلام سے مجمع کو گرماتے رہے۔

مردان، چارسدہ، نوشہرہ میں ختم نبوت کانفرنسیں

۸ر ستمبر کو صبح ۹ بجے سے ۲ بجے ظہر تک مردان جامع مسجد عیدگاہ، قبل از عصر سے مغرب تک چارسدہ، بعد از مغرب سے رات گئے تک نوشہرہ میں ختم نبوت کانفرنسیں منعقد ہوئیں۔ مولانا مفتی شہاب الدین، مولانا اللہ وسایا، مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا محمد طیب فاروقی اور دیگر مہمانان گرامی نے خطاب کیا۔ تمام اجلاسوں کی صدارت حضرت صاحبزادہ خلیل احمد صاحب نے فرمائی۔ عظیم الشان کانفرنسوں کے کامیاب انعقاد میں مقامی دینی قیادت نے بھرپور کردار ادا کیا۔

ختم نبوت کورس گوجرانوالہ

۱۲ تا ۱۴ر ستمبر کو جامع مسجد مدنی پل لکڑ والی ختم نبوت کورس کا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تحت میں اہتمام کیا گیا۔ تینوں دنوں میں سینکڑوں احباب نے استفادہ کیا۔ مولانا محمد اشرف مجددی، مولانا زاہد الراشدی، مولانا صاحبزادہ عبدالقدوس قارن، مولانا محمد عارف شامی، مولانا اللہ وسایا کے بیانات ہوئے۔

خانیوال میں قادیانی گھرانے کے چار افراد کا قبول اسلام

۱......زاہدہ شاہین، بنت نذیر احمد زوجہ مبشر احمد تصور۔ ۲......ابرار جنید بن مبشر احمد تصور۔ ۳......ضرار جمشید بن مبشر احمد تصور۔ ۴......فاطمہ تحریم بنت مبشر احمد تصور، سکنہ گرین ٹاؤن خانیوال۔ ان حضرات نے خانیوال میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع خانیوال کے امیر مولانا پیر خواجہ محمد عبدالماجد صدیقی کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا اور انہوں نے عہد کیا کہ آج کے بعد ہمارا قادیانی ہو یا لاہوری دونوں گروپوں کے ساتھ کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ ہم آپ a کی ختم نبوت پر یقین رکھتے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات طیبہ کے قائل ہیں۔ مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والوں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج مانتے ہیں۔ اس کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع خانیوال کے مبلغ مولانا عبدالستار گورمانی ڈاکٹر محمد آصف مفتی محمد زاہد، جناب اکبر علی، قاری محمد فاروق، ماسٹر ولی محمد، قاری ذوالفقار احمد نے مبارک باد دی اور ان کی استقامت کے لئے دعا فرمائی۔

ضروری اعتذار!

ندوۃ العلماء لکھنؤ کا ترجمان رسالہ ’’تعمیر حیات‘‘ ہے۔ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کی، تاریخ اسلام کی اشاعت میں گرانقدر خدمات، حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ کی سرپرستی میں شائع ہونے والے اس رسالہ میں ندوہ کے نہ صرف فاضل بلکہ ناظم تعلیمات مولانا عبداللہ عباس ندوی کا ایک دیرینہ مضمون تھا۔ کسی نے اس کی فوٹو بھجوائی جو عرصہ سے بغیر پڑھے رکھ دی تھی۔ اب حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذی کی نئی کتاب ’’محمود عباسی نظریات کا تحقیقی جائزہ‘‘ تبصرہ کے لئے آئی تو فقیر نے عبداللہ عباس ندوی کا وہ مضمون جو ایک کتاب ’’واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر‘‘ پر تبصرہ تھا۔ اسے بھی یہاں ریکارڈ کے لئے شائع کیا۔ کیونکہ محمود عباسی اور عتیق سنبھلی دونوں یزیدیت کے علمبردار اور ان کی کتابیں یزیدیت کی پنیری کا نیا گملہ ہیں۔

ماہنامہ لولاک کی ترتیب کی تمام تر ذمہ داری فقیر کے ذمہ ہے۔ شوال المکرم تا ذی الحجہ شب وروز تین ماہ کے طوفانی اسفار رہے۔ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کی تیاری کی مصروفیت علاوہ ازیں تھی۔ چنانچہ ماہنامہ لولاک کے یہ شمارے بھاگم بھاگ میں مرتب ہوئے۔ اس مصروفیت میں ندوہ کے نام وکام کے اعتماد میں مولانا عبداللہ عباس ندوی کا مضمون وقت نظر سے نہ پڑھا جاسکا۔ سرسری اور سطحی نظر سے دیکھا۔ بعض مقام قلمزد بھی کئے۔ ’’ادارہ کا مضمون سے اتفاق ضروری نہیں‘‘ کا نوٹ لگا کر جلدی میں کمپوزنگ کے لئے بھجوادیا۔ ایسی چیزوں کی کمپوزنگ کے بعد کانٹ چھانٹ ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شان کہ پروف ریڈنگ بھی اپنی مصروفیات کے باعث فقیر نہ کرپایا۔ جب ذی الحجہ کا پرچہ چھپ کر آیا تو بعض بہی خواہان نے توجہ دلائی کہ اس میں سیدنا حضرت سفیانؓ ایسے حضرات سے متعلق ایسی بات آگئی ہے جو کسی بھی طور پر کسی بھی مسلمان کے ایمانی تقاضا کے منافی ہے۔ امیر مرکزیہ حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی، حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر، حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا صاحبزادہ عزیز احمد، حضرت مولانا عبدالروف، مولانا محمد طیب فاروقی اسلام آباد اور دیگر احباب نے توجہ دلائی۔ جامعہ نعمانیہ ڈیرہ اسماعیل خان کے مولانا احسان اللہ احسان کے خط سے معلوم ہوا کہ اس مضمون سے خود مضمون نگار نے بھی رجوع کیا تھا۔ دارالعلوم دیوبند میں اس مضمون کا جواب بھی لکھا گیا۔ مولانا محمد منظور نعمانیؒ، مولانا ابوالحسن علی ندویؒ کی اس پر خط وکتابت بھی ہوئی۔ فقیر کے لئے یہ تمام معلومات نئی تھیں۔ اپنی لاعلمی پر بہت ہی ترس آیا۔ حضرات صحابہ کرامؓ، حضرات اہل بیت عظامؓ کی محبت اور ان کا احترام تمام مسلمانوں کے ایمان کا حصہ ہے۔ اس مضمون کے قابل اعتراض حصوں پر جتنی اور اہل اسلام کی دل آزاری ہوئی۔ ان سب سے بڑھ کر اکیلے فقیر راقم اس سے دل گرفتہ ہوا۔ غلطی چاہے غیر ارادی تھی۔ لیکن اس کا باعث فقیر بنا۔ اس پر اللہ رب العزت کے حضور تمام قارئین کے سامنے استغفار کرتا ہوں۔ تمام قارئین جن کی دلازاری ہوئی، سے معذرت چاہتا ہوں۔ اللہ رب العزت جو دلوں کے رازوں کو جانتے ہیں وہ فقیر کی اس غیر ارادی غلطی کو معاف فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ان تمام احباب کو جزائے خیر سے نوازیں جنہوں نے اس پر تنبیہ فرمائی۔ میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ بحمدہ تعالیٰ کسی بھی مسلمان سے اصحاب کرامؓ واہل بیت عظامؓ سے محبت اور ان کے احترام میں کم نہیں ہوں۔ لولاک کا ریکارڈ گواہ ہے کہ جب سے اس کی ترتیب فقیر کے ذمہ لگی ہے۔ اس دن سے کوئی شمارہ صحابہ کرامؓ، اہل بیت عظامؓ کے ذکر مبارک سے خالی نہیں۔ یہ کسی پر احسان نہیں بلکہ یہ بات ایمان کا حصہ اور عین تقاضہ ہے۔ مگر بایں ہمہ انسان نسیان وخطا کا پتلا ہے۔ آئندہ کے لئے بھی دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ ایمان واسلام کی سلامتی سے سرفراز فرمائیں اور خطاؤں سے محفوظ رکھیں۔

وماذالك على الله بعزيز' آمين' بحرمة النبي الكريم!

راقم...... (مولانا) اللہ وسایا

14 دسمبر 2013 بروز ہفتہ بعد از نماز عشاء
چوک موہنی روڈ نزد علی مسجد لاہور
ختم نبوت کانفرنس
حضرت مولانا قاری خلیل الرحمن زاہد
حضرت مولانا جناب نعیم الدین صاحب
مجاہد ختم نبوۃ مولانا عزیز الرحمن ثانی صاحب
زیر صدارت
شیخ الحدیث
استاذ الاساتذہ
امام الصرف والنحو یادگار اسلاف
حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب دامت برکاتہم العالیہ
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ لاہور
مجاہد ختم نبوۃ جناب حکیم ارشاد حسین صاحب
جناب محمد یونس ملک صاحب
جناب عبد الولی صاحب
شاہین ختم نبوۃ فاتح ربوہ
حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب
مناظر ختم نبوۃ
حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب
مجاہد ختم نبوۃ
حضرت مولانا ضیاء اللہ شاہ بخاری
مرکزی رہنما جمعیت اہل حدیث پاکستان
خطیب ابن خطیب
حضرت مولانا محمد امجد خان صاحب
جمعیت علماء اسلام (ف) پاکستان
زیر قیادت
مجاہد ختم نبوۃ
جناب محمد حامد بلوچ صاحب
حضرت مولانا عاشق حسین صاحب
مسلک بریلوی
برائے رابطہ
0332-4743416
0321-8809913
0321-4057404
0321-9322111
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ راوی ٹاؤن لاہور

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

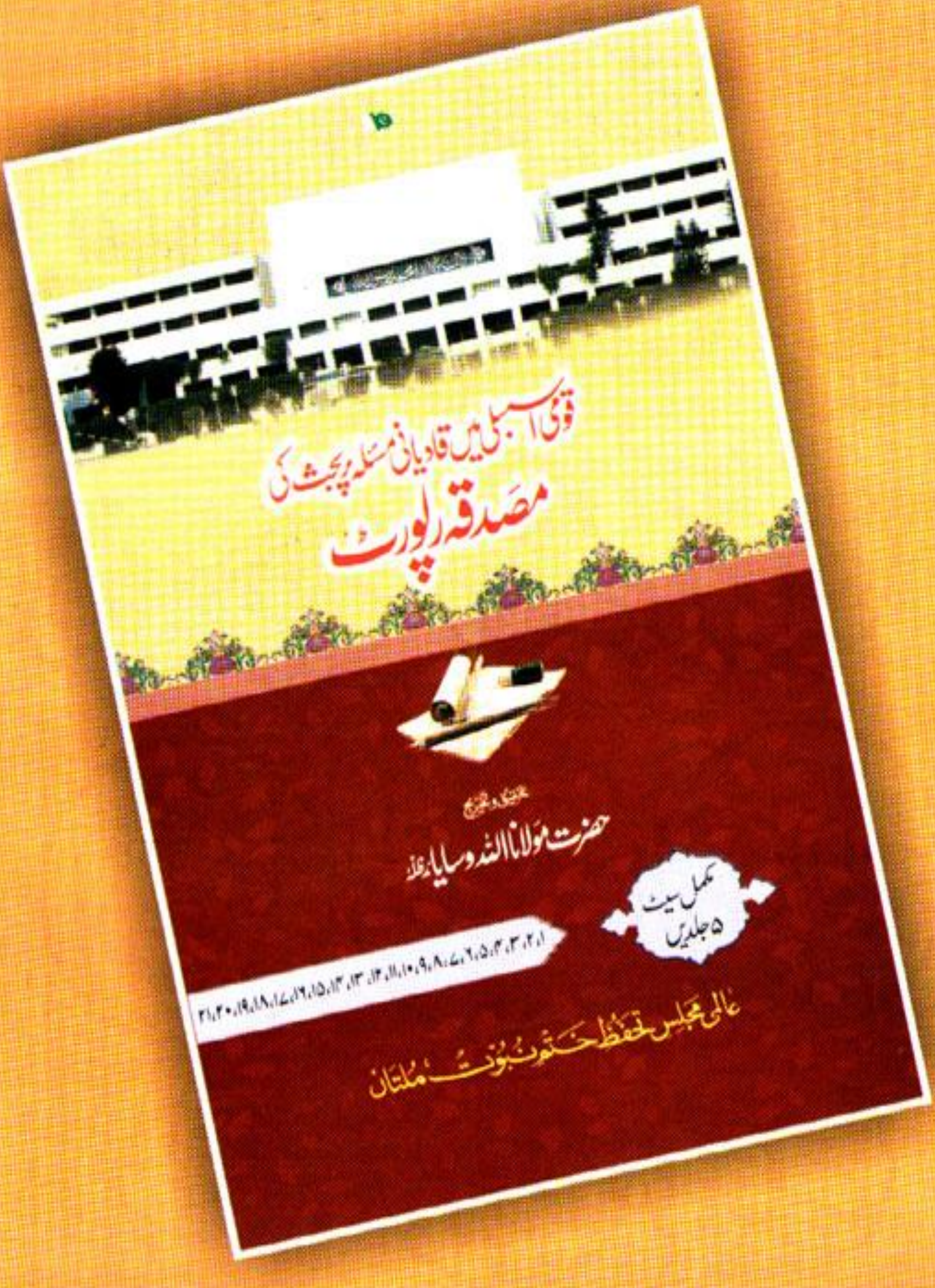

قیمت فی شمارہ -/10 روپے
قیمت سالانہ -/100 روپے